﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک 30/مارچ2007ء — 10/ربیع الاول 1428 ہجری قمری ❁ 30/امان 1386 ہجری شمسی | شمارہ13

جاہلیت کی موت

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو اس حال میں مرا کہ اُس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الاماره باب وجوب الملازمة جماعت المسلمين حديث نمبر 3441)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنوں کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگوں کی ذریّت ہو انکار اور بدظنّی کی طرف جلدی نہ کرو اور اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے اور بے شمار لوگ اس کے دامِ فریب میں آ گئے ہیں۔

''مَیں نے سنا ہے کہ بعض ناواقف یہ الزام میری نسبت شائع کرتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور کسی قدر چندہ بھی قریب تین ہزار روپیہ کے لوگوں سے وصول ہوا......مگر اب تک کتاب بتمام وکمال طبع نہیں ہوئی۔ مَیں اس کے جواب میں اُن پر واضح کرتا ہوں کہ روپیہ جو لوگوں سے وصول ہوا وہ صرف تین ہزار نہیں بلکہ علاوہ اس کے اَور روپیہ بھی شاید قریب دس ہزار کے آیا ہوگا کہ جو نہ کتاب کے لئے چندہ تھا اور نہ کتاب کی قیمت میں دیا گیا تھا بلکہ بعض دعا کے خواستگاروں نے محض نذر کے طور پر دیا۔ یا بعض دوستوں نے محض محبت کی راہ سے خدمت کی۔ سو وہ سب اس کارخانہ کے لابدی اور پیش آمدہ کاموں میں وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہا اور چونکہ حکمت الٰہی نے سلسلہ تالیف کتاب کو تاخیر میں ڈالا ہوا تھا اس واسطے اُس کے لئے دوسری اہم شاخوں سے جو بامر الٰہی قائم تھیں کچھ بچت نکل نہ سکی اور تاخیر طبع کتاب میں حکمت یہی تھی کہ تا اس فترت کی مدّت میں بعض دقائق وحقائق مؤلف پر کامل طور سے کھل جائیں اور نیز مخالفین کا سارا بخار باہر نکل آوے۔ اب جو ارادہ الٰہی پھر اس طرف متعلق ہوا کہ بقیہ تالیفات کی تکمیل ہو تو اُس نے اس مضمون دعوت کے لکھنے کی طرف مجھے توجہ دی۔ سو اس وقت مجھ کو تکمیل تالیفات کی سخت ضرورت ہے۔ براہین کا بہت سا حصہ ہنوز طبع کے لائق ہے۔ اگر وہ طیار ہو جائے تو خریداروں کو اور اُن سب کو پہنچایا جائے جن کو محض للہ پہلے حصے دئے گئے ہیں اور آئندہ دینے کا وعدہ ہے۔ ایسا ہی دوسرے رسائل جیسے اشعۃُ القران، سراجِ منیر، تجدید دین، اربعین فِي عَلَاماتِ المُقَرَّبِيْن اور قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنے کا بھی ارادہ ہے اور یہ بھی دل میں جوش ہے کہ عیسائی وغیرہ مذاہب باطلہ کے ردّ میں اور اُن کے اخبارات کے مقابل پر ماہواری ایک رسالہ نکلا کرے۔ اور ان سب کاموں کے مسلسل اجراء کے لئے بجز انتظام سرمایہ اور اور مالی امداد کے اور کوئی روک درمیان نہیں۔ اگر ہم کو یہ میسّر آ جائے کہ ایک مطبع ہمارا ہو اور ایک کاپی نویس ہمیشہ کے لئے ہمارے پاس رہے اور تمام ضروری مصارف کی وجوہ ہمیں حاصل ہوں یعنی جو کچھ کاغذات اور چھپوائی اور کاپی نویسوں کی تنخواہ میں خرچ ہوتا ہے وہ سارے اخراجات وقتاً فوقتاً بہم پہنچتے رہیں تو ان پنج شاخوں میں سے اس ایک شاخ کی پورے طور پر نشوونما پانے کا کافی انتظام ہو جائے گا۔

اے ملک ہند! کیا تجھ میں کوئی ایسا باہمّت امیر نہیں کہ اگر اَور نہیں تو فقط اسی شاخ کے اخراجات کا متحمّل ہو سکے۔ اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اے خداوند خدا تُو آپ ان دلوں کو جگا۔ اسلام پر ابھی ایسی مفلسی طاری نہیں ہوئی۔ تنگدلی ہے، ایسی تنگدستی نہیں۔ اور وہ لوگ جو کامل استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں۔ کسل اور سردمہری اور بدظنّی سے کبھی دین کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ بدظنّی ویران کرنے والی گھروں کی اور تفرقہ میں ڈالنے والی دلوں کی ہے۔ دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں۔ جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں کی بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آ گیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنوں کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگوں کی ذریّت ہو انکار اور بدظنّی کی طرف جلدی نہ کرو اور اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے اور بے شمار لوگ اس کے دامِ فریب میں آ گئے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم بھی کوشش کرو۔ اسلام انسان کی طرف سے نہیں کہ تا انسانی کوششوں سے برباد ہو سکے۔ مگر افسوس اُن پر ہے کہ جو اس بیخ کنی کے لئے درپے ہیں۔ اور پھر دوسرا افسوس اُن پر ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی عیّاشیوں کے لئے تو اُن کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصّہ کا اُن کی جیب میں کچھ نہیں۔ کا ہلو تم پر افسوس! کہ آپ تو تم اعلاء کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانے کی کچھ قوت نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ قبول نہیں کر سکتے۔ آج کل اسلام اس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے یا اُس چشمہ شیریں کی طرح ہے جو خس وخاشاک سے چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام تنزّل کی حالت میں پڑا ہے۔ اس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کا فرض تھا کہ اس کی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنے غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہیں۔ نہیں جانتے کہ جدید فسادوں کے دُور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پیرائیوں میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے۔ اور نیز ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اُس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں سو بھائیو یہ تو ضروری ہے کہ تاریکی کے پھیلنے کے وقت میں روشنی آسمان سے اُترے''۔

(فتح اسلام ۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ29تا 32)

اداریہ

یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشاں
(mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ کا مبارک آغاز)

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے 118 ویں یوم تأسیس کے موقع پر 23/مارچ 2007ء بروز جمعۃ المبارک مسجد بیت الفتوح لندن میں اپنے خطبہ جمعہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) انٹرنیشنل کی روشن اور درخشندہ تاریخ کے ایک نئے سنگ میل کا اعلان کرتے ہوئے احباب جماعت کو ایم ٹی اے کے ایک نئے چینل mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ کے مبارک آغاز کی نہایت پرمسرت اور ایمان افروز نوید سنائی۔

یہ چینل جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے خاص طور پر عرب ممالک میں بسنے والے افراد کے لئے شروع کیا گیا ہے اور اس سے روزانہ چوبیس گھنٹے عربی زبان میں اسلام و احمدیت کا پیغام نشر ہوگا۔ اگرچہ ایم ٹی اے کے پہلے سے موجود چینلز پر عربی زبان میں پروگرام نشر ہوتے تھے لیکن وہ بہت مختصر اور محدود وقت کے لئے ہوتے تھے اور اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ خصوصیت سے عربوں کے لئے مسلسل چوبیس گھنٹے عربی میں ایک چینل شروع کیا جائے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ یہ مبارک دن جماعت کو دکھایا جس پر ساری جماعت کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے اور اس کے تشکر و امتنان کے جذبات سے معمور ہیں۔

دنیا بھر میں سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں ٹی وی چینل چل رہے ہیں اور آئے دن ان میں نئے نئے چینلز کا اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ ایک عام دنیادار کی نظر میں ایک نئے ٹی وی چینل کا آغاز کوئی غیر معمولی بات نہیں لیکن مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل دنیا کے عام چینلز کی طرح کا کوئی ٹی وی چینل نہیں ہے۔ یہ وہ چینل ہے جو نہ صرف یہ کہ حقیقی اسلامی تعلیم کا علمبردار ہے بلکہ یہ خدائی وعدوں کے ایفاء کا ایک عظیم الشان مظہر ہے۔ یہ ایک خاص الٰہی انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو دی گئی بشارتوں کے مطابق ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ یہ ٹی وی چینل خدا کے پاک مسیحؑ کے ایک مقدس خلیفہ کے ہاتھوں جاری ہوا اور خلافت ہی کے زیر نگرانی اور زیر ہدایت اور خلیفۂ وقت کی ذاتی توجہ اور آپ کی خصوصی دعاؤں سے فیض پاتے ہوئے ترقی کی نئی سے نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ دنیا بھر کی سعید روحوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور محبت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مشعلیں روشن کرنے اور حقائق و معارف قرآنی سے منور کرنے اور سچے ایمان اور سچی پاکیزگی اور ہدایت و کامیابی کی راہیں دکھانے اور اپنی پاک تاثیرات کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانے کے لحاظ سے یہ ٹیلی ویژن چینل غیر معمولی اہمیت اور عظمت کا حامل ہے۔ اور یہ وہ خاص امتیاز ہیں جو دنیا کے کسی اور ٹی وی چینل کو حاصل نہیں۔

ایم ٹی اے کا وہ ایک پودا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہاتھوں لگایا گیا تھا اس کے شیریں اثمار میں ایسی برکت پڑی ہے کہ ایک سے دو اور دو سے تین ہوتے ہوئے وہی mta سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد سعادت میں mta2 کی منزل کو سر کرتا ہوا اب mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ کی صورت میں ڈھل رہا ہے۔ اور وہ وقت بھی آئے گا جب ایم ٹی اے کا سدا بہار درخت ایک عظیم الشان گلستان کی شکل اختیار کر لے گا۔ ملک ملک میں اس کے نئے نئے چینل جاری ہوں گے اور ان سے دنیا کی مختلف زبانوں میں چوبیس گھنٹے خدا کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن مجید کی حقانیت اور اسلام و احمدیت کے پیغام کی اشاعت ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

یہ سب فتوحات نمایاں خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے حق میں الٰہی نصرت و تائید کے عظیم نشانات ہیں۔ ایک چھوٹی سی غریب جماعت جو دنیاوی لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن سچے دل اور اخلاص کی دولت اس کا سرمایہ ہے اور جس کے دل میں مسیح پاک علیہ السلام کی دعاؤں اور روحانی توجہات کی برکت سے دین اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی فلاح و بہبود اور ترقی اور ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے غیر معمولی جذبہ و جوش موجزن ہے اسے ایسی عظیم الشان خدمتوں کی سعادت ملنا سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور اس کے وعدوں کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمکنت دین اسلام کو خلافت حقہ سے وابستہ فرمایا ہے چنانچہ یہ سعادتیں اُسی جماعت کو عطا ہو رہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی قائم فرمودہ اور اس سے ہمہ وقت مؤیّد و منصور خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ ہے۔

mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ کا آغاز صرف ایم ٹی اے اور اسلام و احمدیت ہی نہیں بلکہ اُمّت مسلمہ اور تمام تاریخ انسانی میں ایک غیر معمولی کردار ادا کرنے والا ہے انشاء اللہ۔ وہ عرب جن میں ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور جن کی زبان میں ہماری مقدس کتاب قرآن مجید کا نزول ہوا۔ وہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن اور وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ تھے جنہوں نے اپنے خونوں سے شجر اسلام کی آبیاری کی ان کی قوم کا یہ حق تھا کہ انہیں پھر سے سچی ایمانی تازگی اور سچی پاکیزگی عطا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جو امام آخرین میں اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مطابق بھیجا ہے اس کا پیغام ان تک بار بار اور کثرت کے ساتھ پہنچایا جائے۔ جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی تحریرات و فرمودات کے حوالہ سے بتایا خود حضور علیہ السلام کو اس بات کی شدید تڑپ تھی کہ اہل عرب آپ کے آسمانی پیغام کو قبول کریں۔ آپ نے عربی زبان میں کئی کتب بھی تحریر فرمائیں اور اس زمانے میں عرب ممالک تک پہنچائیں۔ یہ وہی تڑپ ہے جس نے یہ روشن دن دکھایا ہے کہ اب عرب ممالک کے ہر گھر میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہمہ وقت مسیح پاک علیہ السلام کی تعلیمات اور آپ کے پیغامات کے پہنچنے کا سامان ہوا ہے اور جیسا کہ آثار بتا رہے ہیں انشاء اللہ سعید فطرت لوگوں کے دلوں میں یہ پیغام جلد از جلد اپنا نیک اثر پیدا کرے گا اور مسلم اُمّت بالخصوص عربوں کی مشکلات و مصائب کے دور ہونے اور ان کی ترقی و اقبال کے نئے دور کا آغاز احمدیت کی برکت سے ہوگا اور یہ خطّۂ زمین ایک دفعہ پھر محمدی برکات سے لالہ زار ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے سے فرمایا تھا کہ میرے ربّ نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور الہام کیا ہے کہ مَیں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں۔ اور انشاء اللہ تم مجھے اس معاملہ میں کامیاب و کامران پاؤ گے۔ (حمامة البشریٰ)

اِنْشَآءَ اللّٰه وہ وقت جلد آئے گا جب مسلمانان عالم آنحضرتؐ کے اس عظیم روحانی فرزند کی غلامی میں آکر حقیقی مسلمان بنتے ہوئے اور اپنے اختلافات کو ختم کرتے ہوئے اور آسمانی حَکَم و عدل کو قبول کرتے ہوئے ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہوں گے۔

mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ کے بابرکت آغاز پر ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی طرف سے اور تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام اہل عرب اور تمام دنیا کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور حضور انور کی اقتدا میں آپ کے ساتھ مل کر دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چینل کو دشمنوں اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ فیض روحانی ہمیشہ خدا تعالیٰ کی نصرت و حفاظت میں بڑھتا اور پھیلتا رہے۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ کے الہام الٰہی کے مطابق خدا تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں پر مسیح پاک کی نصرت کے لئے الہام کرے۔ اور ان کے دلوں کو اس آسمانی پیغام کو قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ اور وہ وقت جلد آئے جب یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُاللّٰهِ الْعَرَب کا الہام بھی ہم بڑی عظمت اور شان سے اور بڑی کثرت اور وسعت کے ساتھ جلد تر اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھیں۔ آمین ثم آمین۔

(نصیر احمد قمر)

(انتخاب از منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے مُحسن مرے پروردِگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیح جَآءَ الْمَسِیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

مِلّت احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بِنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بُلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شُہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار

اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اِس قدر امرِ نہاں پر کس بَشر کو اِقتدار

کشتیٔ اسلام بے لُطفِ خدا اب غرق ہے
اے جُنون کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وَار

اَے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فِدا
مُجھ کو دکھلا دے بہارِ دِیں کہ میں ہوں اشکبار

خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بے قرار

اِک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فُرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

یہ فتوحاتِ نمایاں یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکّاروں کا کار

ایسی سُرعت سے یہ شہرت ناگہاں سالوں کے بعد
کیا نہیں ثابت یہ کرتی صدقِ قولِ کردگار

کچھ تو سوچو ہوش کر کے کیا یہ معمولی ہے بات
جس کا چرچا کر رہا ہے ہر بشر اور ہر دیار

بندہ درگاہ ہوں اور بندگی سے کام ہے
کچھ نہیں ہے فتح سے مطلب نہ دل میں خوفِ ہار

مت کرو بک بک بہت۔ اُس کی دلوں پر ہے نظر
دیکھتا ہے پاکیٔ دل کو نہ باتوں کی سنوار

مجلس شوریٰ کے ممبران کے لئے زرّیں ہدایات

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مورخہ 29ردسمبر 2005ء کو امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تاریخی دورہ قادیان دارالامان کے موقع پر جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 70ویں مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس کی صدارت فرمائی اور اپنے افتتاحی خطاب میں مجلس شوریٰ کے ممبران کو زرّیں ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ ہدایات تمام ممالک کی مجالس شوریٰ اور نمائندگان شوریٰ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے اس کی جو رپورٹ مرتب کی اور الفضل انٹرنیشنل جلد نمبر 13 کے شمارہ نمبر 7 بتاریخ 17رفروری 2006 میں شائع ہوئی وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔ ان دنوں چونکہ دنیا بھر میں مجالس شوریٰ کا انعقاد ہو رہا ہے اس لئے امید ہے کہ احباب و نمائندگان شوریٰ ان ارشادات و ہدایات سے خاص طور پر مستفید ہوں گے۔ (مدیر)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا:

آج آپ لوگ جماعت احمدیہ بھارت کی مجلس شوریٰ منعقد کر رہے ہیں۔ آپ میں سے بہت سارے ممبران کافی تعداد میں ایسے بھی ہوں گے جو شوریٰ اٹینڈ کرتے رہے ہیں لیکن شاید کچھ ایسے بھی ہوں جو بالکل نئے آئے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا: **بعض دفعہ شوریٰ میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرانے ممبران بھی جب بحث شروع ہوتی ہے تو بلا وجہ اپنی رائے دینے پر زور دیتے ہیں اور بحث برائے بحث شروع** ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وہی بات ان سے پہلے آئے ہوئے ایک شخص نے کر دی ہوتی ہے جس کو دوبارہ دہرایا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارا شوریٰ کا جو نظام ہے وہ ایسا ہے اور ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں **سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ذہن میں رکھا جائے کہ ہم یہاں جو اکٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں رائے دینے کے لئے بلایا گیا ہے، خدا تعالیٰ کے حکم سے بلایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہم اکٹھے** ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے اور اس کی خاطر ہم نے منصوبہ بندی کرنی ہے اور کرتے ہیں۔ تو جو رائے دینی ہے وہ **نہایت ایماندارانہ طور پر اور سوچ سمجھ کر دلائل کے ساتھ دی جائے** اور اگر سمجھیں کہ یہ بات میرے سے پہلے کسی رائے دینے والے نے دے دی ہے، کسی ممبر نے دے دی ہے تو پھر کھڑے ہو کر صاف کہہ دیں کہ ٹھیک ہے مَیں نے بحث کے لئے نام لکھوایا ہوا تھا لیکن چونکہ اس بارہ میں رائے کا اظہار ہو چکا ہے اس لئے مَیں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ اس طرح بلا وجہ شوریٰ کے وقت ضائع نہیں ہوتا اور وہی وقت کسی بہتر کام میں استعمال ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

شوریٰ کا نظام ہمارا کوئی پارلیمنٹ کا نظام اس لحاظ سے نہیں ہے کہ ایک ہم نے رائے دے دی، اُس پر ووٹنگ ہوگئی اور کسی رائے کے حق میں زیادہ ووٹ ہوں تو ضروری ہے کہ وہ قابل قبول بھی ہو۔ **ہماری شوریٰ فیصلہ کرنے والی شوریٰ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشورہ ہے جو آپ خلیفۂ وقت کو پیش کر رہے ہیں۔** اس لئے ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنی رائے دیں اور بحث کرتے ہوئے **یاد رکھیں کہ ضرور اپنی بات منوانے کے لئے بات نہیں کرنی بلکہ دلیل سے بات کرنی ہے۔** تاکہ اگر میری رائے میں کوئی وزن ہو تو دوسرے اس کے حق میں اپنی رائے استعمال کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: بعض رائے دینے والے ایسے بھی آتے ہیں۔ بعض تو مقررین ہوتے ہیں جو تقریر زیادہ کرتے ہیں رائے اس میں کم ہوتی ہے۔ تو اس سے بھی بچنے کی کوشش کریں کہ **تقریر نہ ہو بلکہ مختصر الفاظ میں ٹھوس دلیل کے ساتھ جو آپ مشورہ دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔** اور اگر اس سے پہلے کوئی مقرر اپنی رائے اور مشورے کے حق میں دلیل کے ساتھ بات کر چکا ہے تو پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے بلا وجہ کج بحثی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ دوسرے کی رائے کو بھی اہمیت دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: **شوریٰ کا ایک وقار ہے اس کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔** پھر ہر رائے دہندہ جو ہے رائے دینے سے پہلے ضروری ہے کہ وہ دعا کر کے یہاں آئے۔ **یہاں بیٹھے ہوئے آپ لوگ بات سننے کے ساتھ ساتھ، شوریٰ کی کارروائی سننے کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کرتے رہیں۔** اللہ تعالیٰ سے رہنمائی مانگتے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی خاطر جو ہم کام کر رہے ہیں اس بارہ میں بہتر مشورہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارے وسائل جیسا کہ ہمیں پتہ ہے، ہر ایک کو پتہ ہے، بڑے محدود وسائل ہیں اور انہی محدود وسائل سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اور اس کے حکم سے ہی بہت بڑے کام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ تو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھیں کہ جو منصوبہ بندی ہم نے کرنی ہے اس کے اس پہلو پر بھی نظر رکھی جائے کہ کس طرح کم سے کم وسائل سے ہم زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں، زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: **بعض جگہ بے جا خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس خرچ کو کس طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے یا کسی خرچ کو کس طرح کم کر کے کسی اور طریقہ سے وہی کام کیا جا سکتا ہے۔**

حضور انور نے فرمایا: بعض ایسے لوگ ہیں جو مختلف پیشوں میں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم جہاں کام کر رہے ہیں یا جو دنیا کے نظریات ہیں اس کے مطابق فلاں کام کے لئے اتنا خرچ چاہئے اور یہ یہ طریقہ چاہئے کام کرنے کا، جس میں بہت سارا خرچ Involve ہوتا ہے، ہمیں بھی اس طرح ہی کرنا چاہئے۔ **حالانکہ ہمارے بہت سارے ایسے کام ہیں جو اگر ہم چاہیں تو بہتر پلاننگ کر کے کم خرچ میں کر سکتے ہیں۔ والنٹیئر مہیا ہو جاتے ہیں اس کے لئے اور بعض دفعہ تھوڑی سی محنت کر کے متبادل اس کے انتظامات** ایسے ہو جاتے ہیں جس سے کم خرچ سے گزارا ہو سکے۔

تو اس بارہ میں بھی ہمیشہ سوچ کے رائے دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا ہمارا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی خاطر یہاں اکٹھے ہو کر ایک منصوبہ بندی کرنا ہے تاکہ اس کے حکموں کے مطابق عمل کیا جا سکے۔ اور وہ مقصد حاصل کرنا یہ ہے کہ سب سے بڑا مقصد دنیا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا، اسلام کا پیغام پہنچانا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے آگاہ کرنا اور دنیا کو یہ بتانا ہے کہ آج اگر ہم دنیا میں امن چاہتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قریب آنے کی ہمیں کوشش کرنا چاہئے۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو اس مقصد کے لئے ہم یہاں بیٹھ کر ایک منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہمارے وسائل کم ہیں۔ لیکن ان وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے جو منصوبہ بندی ہم نے کرنی ہے اس لحاظ سے رائے دیا کریں اور یہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ رائے دے رہے ہیں خلیفۂ وقت کو، کہ یہ ہماری رائے ہے۔ اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ اکثریت کی رائے جو ہے وہ بھی یا بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ پورے کا پورا ایوان جو ہے شوریٰ کا اس کی بھی ایک رائے ہوتی ہے لیکن دونوں صورتوں میں **خلیفۂ وقت کو یہ اختیار ہے کہ آپ کی رائے کو ردّ کر دے۔ آپ کے مشورہ کو ردّ کر دے۔** کیونکہ یہ مشورہ ہے، فیصلہ نہیں ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی نئے آنے والوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ شوریٰ کا مقصد مشورہ دینا ہے اور سب سے ضروری بات اس میں یہی ہے کہ ہمیں خود جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا دعاؤں میں وقت گزارنا چاہئے۔ اپنی اصلاح بھی کرنی چاہئے، اپنے نمونے بھی قائم کرنے چاہیں۔

حضور نے فرمایا: آپ شوریٰ کے نمائندے ہیں جماعت کی طرف سے۔ جماعت نے منتخب کر کے آپ کو بھجوایا ہے۔ **شوریٰ کے ممبر کی حیثیت سے آپ کا یہ عہدہ پورے ایک سال کے لئے ہے۔ اس لئے جو بھی فیصلے آپ شوریٰ میں کرتے ہیں ان کو آپ نے جماعتوں میں رائج بھی کرنا ہے۔ لاگو بھی کروانا ہے۔ لیکن خود نہیں بلکہ جو بھی جماعتی نظام ہے اس کے تحت یہ کام کرنا ہے۔** امیر جماعت ہے یا صدر جماعت ہے یا دوسری انتظامیہ ہے اس کو بتاتے رہنا ہے کہ شوریٰ میں یہ فیصلے ہوئے تھے اور اس کے مطابق اس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: تربیت کے لئے جائزے لیتے رہنا چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا وہ جائزے اسی صورت میں لے سکتے ہیں جب آپ خود اپنے نمونے دکھا رہے ہوں گے، اپنے نمونے قائم کر رہے ہوں گے۔ تو صرف یہ نہ سمجھیں کہ آپ کو شوریٰ کی نمائندگی کا ایک اعزاز مل گیا ہے اور بس کام ختم ہو گیا۔ یہ آپ پر ایک ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس سے آپ کی خود اپنی بھی اصلاح ہونی چاہئے اور دوران سال آپ کو جماعت کی ترقی کے لئے جو بھی منصوبے یہاں بنائے گئے ہیں ان پر عملدرآمد کروانے کے لئے مقامی جماعتی نظام کی مدد بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل لندن۔ جلد نمبر 13 شمارہ نمبر 7 مورخہ 17رفروری 2006ء)

❁❁❁❁❁❁❁

بعض بیماریوں کے لئے آزمودہ نسخے

گوہانجنی

لونگ کا ڈنٹھل پانی میں گھس کر گوہانجنی پر لگانے سے آرام ملتا ہے۔

چہرے کے کیل مہاسے

❁ بلوغت کے آغاز میں نوجوان لڑکے لڑکیاں اس مسئلے کے ہاتھوں سخت تنگ ہوتے ہیں۔ انہیں دور کرنے کے لئے درج ذیل گھریلو ٹوٹکے کام میں لائیے۔

❁ دھنیے کا رس ایک چمچی، ہلدی ایک چٹکی ملا کر کیل، پھنسیوں اور مہاسوں پر باقاعدگی سے لیپ کیجئے۔ جلد یا بدیر ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔

❁ دارچینی کا سفوف آدھی چمچی میں لیموں کا رس چند قطرے ملائیے اور لیپ کیجئے، نسخے کا باقاعدہ استعمال کیل مہاسے دور کرتا ہے۔

❁ تازہ پودینے کا رس رات کو چہرے پر لگائیے۔ یہ کیل پھنسیاں ٹھیک کرنے کے ساتھ ساتھ جلد کی خشکی بھی دور کرتا ہے۔ یہی رس کیڑوں کے کاٹنے والی جگہ، ایگزیما، خارش اور جلد کی سوزش پر لگانا بھی مفید ہے۔

❁ کیل مہاسوں پر لہسن کی تریاں چھیل کر رگڑیے، نشان چھوڑے بغیر تحلیل ہو جائیں گے۔ یہ عمل دن میں متعدد بار کیجئے۔ لہسن کا بیرونی استعمال داغ دھبے اور چھائیاں بھی دور کرتا ہے۔

❁ سنگترے کا خشک چھلکا بھی اس مسئلے کا شافی حل ہے۔ اسے پانی کے ساتھ کسی پتھر پر اچھی طرح رگڑ لیجئے اور پھر کیل، مہاسوں اور پھنسیوں پر لگائیے۔ یہ مرہم بناتے وقت بارش کا پانی استعمال کریں، یہ زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔

دانت درد

دانت یا مسوڑھے میں درد ہو تو اس جگہ ادرک کا چھوٹا سا ٹکڑا دبا کر رکھئے۔ سکون ملے گا۔ مجرب نسخہ ہے۔

❁ ٹھنڈا گرم لگنے کے باعث دانت درد سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ گھریلو منجن اس دکھ سے نجات دلاتا ہے۔ تیاری کی ترکیب یہ ہے۔

ایک پاؤ تخم ریٹھا جلا کر کوئلہ بنا دیں۔ پھر اس میں ہم وزن پھٹکڑی بریاں ملائیے اور باریک پیس کر منجن بنا لیں۔ یہ ٹھنڈا گرم لگنے کی شکایت دور کرنے کے علاوہ ہلتے دانت اپنی جگہ مضبوطی سے جماتا ہے۔

❁ ٹوتھ پیسٹ اور برش کے بجائے مسواک بذات خود دانتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا ہے۔

پھٹی ایڑیاں

❁ رات کو سونے سے قبل چند قطرے گلیسرین ہتھیلی پر ڈالیے اور اس میں چند قطرے پانی ملا کر ایڑیوں پر مل لیں، چند دن میں نرم پڑ جائیں گی۔

❁ نہانے سے پہلے ایڑیوں پر ویزلین کا مساج کیجئے۔

رنگت نکھارنا

❁ ذرا سے دودھ میں آدھا لیموں نچوڑ لیں۔ پھر یہ آمیزہ چہرے اور ہاتھوں پر مل لیں۔ آدھ گھنٹہ بعد دھو ڈالیے۔

(بشکریہ: اردو ڈائجسٹ دسمبر 2005ء)

❁❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے

57ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

33ہزار 6سو 87افراد کی شمولیت۔1800 کلومیٹر کے دشوار گزار راستوں کو طے کر کے احمدیت کے پروانوں کے للّٰہی کاروان کی شرکت

(رپورٹ: خواجہ عبدالعظیم احمد۔ مبلغ نائیجیریا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نائیجیریا کو امسال بھی اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ تہجد، دعاؤں اور علمی وروحانی تقاریر ودروس کے سایہ میں جماعتی روایات کے مطابق جامعہ احمدیہ نائیجیریا کے لالہ زار میں مورخہ 22، 23 اور 24 دسمبر 2006ء کو منعقد ہوا۔

جلسہ گاہ کے لئے ایک خوبصورت سٹیج تیار کیا گیا جس کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔ مردانہ جلسہ گاہ کی طرح زنانہ جلسہ گاہ بھی بنائی گئی تھی۔

جلسہ کی تیاری چند ماہ پہلے شروع ہو گئی اور الحاج احمد الحسن نائب امیر نائیجیریا، افسر جلسہ سالانہ کی قیادت میں متعدد اجلاس ہوئے جن میں جلسہ کی تیاری کے مختلف مراحل کے لئے منصوبہ بندی کی گئی۔

تبلیغ سیمینار

جلسہ سے ایک روز قبل مورخہ 21 دسمبر کو تبلیغ سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں تمام سرکٹس سے صدران اور معلمین و مجلس عاملہ کے ممبران شامل ہوئے۔

مہمانوں کی آمد

جلسہ کے لئے مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ پڑوسی ممالک بینن، ایکوٹوریل گنی، ٹوگو، کیمرون اور چاڈ وغیرہ سے احباب شامل ہوئے۔ چاڈ سے تشریف لانے والا وفد قریباً دو ہزار کلومیٹر کا سفر بذریعہ سڑک کے طے کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔

تبلیغ سیمینار کے معاً بعد مکرم ڈاکٹر مشہود آڈیبنیز لے فنشولا صاحب امیر جماعت نائیجیریا نے مکرم عبدالخالق صاحب نیر مبلغ انچارج، افسر جلسہ سالانہ اور ممبران مجلس عاملہ کی معیت میں جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا معائنہ فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جلسہ کے کارکنان کو اپنے گرد و پیش پر نگاہ رکھنے اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں جلسہ کی کامیابی کے لئے تین بکروں کی قربانی کی گئی۔

امسال لجنہ اماء اللہ نائیجیریا نے اپنا ایک وسیع اور خوبصورت کچن تعمیر کیا۔

پہلا دن۔ پہلا اجلاس

پہلے دن کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ جلسہ کے پروگرام سے قبل مکرم امیر صاحب نے نماز جمعہ کی امامت کروائی۔ اور خطبہ جمعہ میں خلافت جوبلی کے سلسلہ میں حضور انور کی دعاؤں کی کثرت سے ورد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

چار بجے سہ پہر لوائے احمدیت اور نائیجیریا کے قومی پرچم لہرائے گئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد جنرل سیکرٹری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بابرکت اور روح پرور پیغام جو کہ حضور انور نے اس موقع پر خصوصی طور پر بھجوایا تھا پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام

اس پیغام میں حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ کے بارہ میں ارشادات نقل کرتے ہوئے جماعت کو جلسہ سالانہ کے مقاصد کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جماعت میں محبت وخلوص اور ایک بھائی چارہ کی فضا کا پیدا ہونا نہایت ضروری ہے۔ نیز فرمایا کہ تمام جماعت خلافت کے ساتھ مضبوط اور پختہ تعلق رکھے کہ اسی میں ہماری ترقی کا راز پنہاں ہے۔ حضور نے اپنے پیغام کا اختتام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ میں شمولیت کرنے والوں کے حق میں دعاؤں سے کیا۔

اس پیغام کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی غرض وغایت اور اس کے مقاصد کے بارہ میں آگاہی دلائی اور ان دنوں کو دعاؤں اور عبادتوں سے معمور کرنے اور ایک دوسرے سے محبت اور اخوت کے جذبات پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

افتتاحی خطاب کے بعد اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم عبدالخالق صاحب نیر مبلغ انچارج نے کی جس کا عنوان ''خلافت انسانیت کی نجات کی واحد امید'' تھا۔ آپ نے اس مضمون کے ساتھ خوب انصاف کیا۔ خلافت کے صحیح معنی اور مفہوم اور اس کے ساتھ گہری وابستگی کی اہمیت بیان فرمائی۔ اور خلافت کی برکات اور دائمی فیوض پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

اس تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور یوں اجلاس اول کا اختتام ہوا۔

پہلا دن دوسرا اجلاس

نماز مغرب وعشاء کے بعد ایک لیکچر ہوا جس کا عنوان ''وقف نو اور ہماری ذمہ داریاں'' تھا۔ یہ لیکچر مکرم توحید اولاشوبیڈے صاحب نے دیا اور نہایت اچھے انداز میں واقفین نو اور ان کے والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے اپنی تقریر کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وقف کے بارہ میں پاکیزہ ملفوظات اور خلفائے عظام کی نصیحتوں سے سجایا۔

اس لیکچر کے بعد مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں سب احباب نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

ساڑھے آٹھ بجے کھانے کے وقفہ کے بعد ایک مجلس ہوئی جس کا نام "An hour with Khalifa" تھا جس میں خلفائے کرام کی تقاریر اور مختلف پروگرامز پر مشتمل ویڈیوز دکھائی گئیں۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم عبداللطیف الوری صاحب مبلغ سلسلہ نے درس ملفوظات دیا۔

آج کے باقاعدہ اجلاس کا پروگرام ٹھیک دس بجے مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مختلف سرکاری اور غیر سرکاری نمائندے شامل ہوئے جن میں اوگن سٹیٹ کے روایتی چیف، گورنر اوگن سٹیٹ کے نمائندہ اور کمشنر آف لوکل گورنمنٹس، ڈپٹی سپیکر اوشون سٹیٹ اسمبلی، جسٹس آف ہائی کورٹ آف نائیجیریا، چیف امام باڈاگری اور چیف امام الاروشامل ہیں۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ مصلح الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام پیش کیا گیا۔ اس کے بعد احمدیہ انٹرنیشنل مارشل آرٹس کے ممبران نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا جس کو احباب نے بڑے شوق سے ملاحظہ کیا۔

اس مظاہرہ کے بعد اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر سعید تھمینی صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''انسانیت کا تباہی سے بچنا کیونکر ممکن ہے'' تھا۔ موضوع کے لحاظ سے آپ نے اپنی تقریر کو احادیث نبویؐ سے مزین کیا اور بڑے مدلل انداز میں اس موضوع کا حق ادا کیا۔ آپ نے اسلام اور احمدیت کے نظام خلافت کو ہر ایک کا سہارا اور انسانیت کو بچانے والا مسیحا قرار دیا۔

اس تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالمجید حسن بیلو صاحب نے ''آنحضرت ﷺ کا بے نظیر توکل علی اللہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے مقام توکل کو بڑے جامع انداز میں سیرت رسول کے واقعات کی روشنی میں بیان کیا۔

اس تقریر کے بعد حکومتی اور دیگر طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے مہمانان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان سب احباب نے اپنے خیالات میں ایک بات کا شدومد سے ذکر کیا کہ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جو کہ تبلیغی، تعلیمی اور طبی میدانوں میں بڑی تندہی سے کام کر رہی ہے اور خدمت انسانیت جماعت احمدیہ کا ہمیشہ سے طرہ امتیاز رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دعا کے ساتھ یہ اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

اس اجلاس کی صدارت مکرم الحاج سلیمان لوال صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ ناردرن ریجن نے کی۔ تلاوت نظم کے بعد مکرم نائب امیر صاحب نے جلسہ کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس اجلاس میں جماعت احمدیہ نائیجیریا میں ہونے والے کاموں کو مزید بہتر بناتے ہوئے ان سے احباب جماعت کو صحیح آگاہی دینا مقصود ہے۔ اس سلسلہ میں کل 9 موضوعات پر ان سے تعلق رکھنے والے ممبران نے حاضرین سے مختصر خطاب کئے جن میں خلافت جوبلی، تالیف قلوب، امدادی وظائف، زراعت، رشتہ ناطہ، مالی نظام، MTA، صنعت وتجارت اور ہیومینیٹی فرسٹ جیسے موضوعات شامل تھے۔

اس کے بعد رات کے وقت An Hour with Khalifa پروگرام پیش کیا گیا۔

تیسرا دن

تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم، درس حدیث اور درس ملفوظات ہوا۔

ساڑھے نو بجے مکرم امیر صاحب نائیجیریا کی صدارت میں اس جلسہ کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے بعد انٹرنیشنل مارشل آرٹس آف نائیجیریا کے ممبران نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ جو احباب جماعت نے بڑے شوق سے ملاحظہ کیا۔

اس مظاہرہ کے بعد جلسہ کی آخری تقریر پیش کی گئی۔ چونکہ یہ سال جامعہ احمدیہ کی جوبلی کا سال تھا اس وجہ سے جلسہ کی ایک تقریر جامعہ احمدیہ کی تاریخ کے حوالے سے رکھی گئی۔ یہ تقریر خاکسار عبدالعظیم (قائم مقام پرنسپل جامعہ احمدیہ) نے کی اور اس تقریر میں احباب جماعت کو جامعہ احمدیہ جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بنفس نفیس رکھی تھی کی تاریخ کے ساتھ ساتھ اس سے فارغ التحصیل مربیان و مبلغین کے کارہائے نمایاں سے آگاہی دلائی۔ اور جماعت احمدیہ میں اس ادارے کا مقام واضح کیا کہ وہ جامعہ جو کسمپرسی کے عالم میں کھولا گیا آج ساری دنیا میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔ ان ممالک میں سے ایک نائیجیریا بھی ہے جہاں کے جامعہ احمدیہ سے اب تک 128 مبلغین تیار ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک

آخر پر مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے احباب جماعت کو رواں سال کی جماعتی کامیابیوں اور اس سال نازل ہونے والے الٰہی فضلوں کا تذکرہ کیا۔ اور آئندہ سال کے پروگراموں سے آگاہ کیا۔ آپ نے دعا کروائی اور یہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ کے دوران 74 افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔

نمائش وبکسٹال

جلسہ کے دوران ایک نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جو احباب کے لئے بڑی دلچسپی کا باعث ہوئی۔ اس میں مختلف تصاویر کے علاوہ کتب کی نمائش بھی کی گئی۔ اور بکسٹال سے احباب نے کتب خریدیں۔

اس جلسہ کے دوران شعبہ طبی امداد میں 10 ڈاکٹرز نے 1325 افراد و مستورات کا علاج کیا۔

میڈیا کوریج

اس جلسہ کے موقع پر 5 ملکی اخبارات نے جلسہ سے قبل اور بعد جلسہ کے متعلق خبریں شائع کیں اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ بھی تشہیر ہوئی جن کی مدد سے جماعت کا پیغام بڑی آسانی سے ملک کے طول وعرض میں پہنچا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو راہ حق دکھائے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پہچان کرواتے ہوئے آپ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

سورۃ فاتحہ میں مذکور صفات الٰہیہ کے ذکر پر مشتمل خطبات کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ کی صفت مَالِک کے مختلف پہلوؤں کا قرآن مجید اور لغت اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پر معارف تشریحات کے حوالہ سے تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا فضل حاصل کرنے کے لئے ان صفات پر غور کرنا اور اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنا انتہائی ضروری ہے۔

گزشتہ خطبہ میں جس شہید کا ذکر کیا تھا ان کا نام محمد اشرف ہے اور وہ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین سے تھے۔

پرانے خادم سلسلہ، مربی اور اُستاد جامعہ احمدیہ ربوہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف کی وفات اور ان کی خدمات کا تذکرہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز–فرمودہ 9 / مارچ 2007ء بمطابق 9/امان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت مالک ہے جس کا سورۃ فاتحہ میں ذکر ہے اور کیونکہ گزشتہ کچھ عرصہ سے اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کا ذکر چل رہا ہے اور سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صفاتی ناموں کی جو ترتیب رکھی ہوئی ہے، اسی حساب سے مَیں نے ذکر شروع کیا تھا، اس لئے آج اس ترتیب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کا بیان ہوگا۔ ترتیب کے لحاظ سے جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے چوتھے نمبر پر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں چوتھا احسان خدا تعالیٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جس کو فیضان اخصّ سے موسوم کر سکتے ہیں، مالکیت یوم الدین ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں فقرہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور اس میں اور صفت رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قائم ہوتا ہے۔ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے۔(ایام الصلح ۔روحانی خزائن جلد 14صفحہ250مبطوعہ لندن)

یعنی رحیمیت سے دعا اور عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، انسان دعا اور عبادت کرتا ہے، اس سے مانگتا ہے اور مالکیت سے اس کا پھل ملتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ ترتیب انتہائی پُر حکمت اور ہر ایک کو اپنی قدرت کے جلوے دکھاتی ہے، ہر اس شخص کو دکھاتی ہے جو اس پر کامل ایمان لانے والا ہے اور خالص ہو کر اس کا عبد بننے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مزید وضاحت بھی فرمائی ہے۔ لیکن اس سے پہلے جیسا کہ مَیں نے عموماً طریق رکھا ہوا ہے لغت کے لحاظ سے اور دوسرے مفسرین نے جو تفسیریں کی ہیں وہ بیان کرتا ہوں۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلْمَالِک اسے کہتے ہیں جو عوام الناس میں اپنے احکام از قسم اوامر و نواہی اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہو۔ یہ پہلو صرف انسانوں کی سیاست یعنی ان کے معاملات کی تدبیر کرنے اور ان پر حکومت کرنے سے مختص ہے۔ اس بنا پر مَلِكُ النَّاس تو کہا جاتا ہے مگر مَلِكُ الْاَشْيَاء نہیں کہا جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ قولِ خداوندی مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کا معنی ہے کہ وہ جزا سزا کے دن میں ملک ہو گا۔ اس کی علماء کے نزدیک دو قرأتیں ہیں۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْن بھی پڑھتے ہیں اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن بھی۔ لیکن زیادہ تر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن ہی پڑھا جاتا ہے۔ یہ معنی مندرجہ ذیل آیت کی بنا پر کیا گیا ہے کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کہ آج کے دن بادشاہت کس کی ہے؟ اللہ ہی کی ہے جو واحد، صاحب جبروت ہے۔

پھر لسان العرب میں لکھا ہے۔ اَلْمَلِكُ، اللہ بادشاہ ہے۔ مَلِكُ الْمُلُوْك بادشاہوں کا بادشاہ، پھر لَهُ الْمُلْكُ، بادشاہت اسی کی ہے اور هُوَ مَالِكُ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ جزا سزا کے دن کا مالک ہے وَهُوَ مَلِيْكُ الْخَلْقِ، اس کے معنے لکھے ہیں رَبُّهُمْ وَمَالِكُهُمْ، وہ مخلوق کا ربّ اور مالک ہے۔

لسان العرب کے معنی سامنے رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں لیکن آپؓ نے اس میں مالک کے ساتھ یوم اور دین کے بھی علیحدہ علیحدہ، معنی حل کر کے پھر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کے مفصل معنی لکھے ہیں۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ اس کے معنی یہ بنیں گے کہ جزا سزا کے وقت کا مالک، شریعت کے وقت کا مالک، اور فیصلہ کرنے کے وقت کا مالک، مذہب کے وقت کا مالک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت مذہب یا شریعت کی بنیاد رکھی جاتی ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ صفت مالکیت کا اظہار فرماتا ہے۔ اور کمزوری کے بعد اپنے پیارے کی جماعت کو صفت مالکیت کے تحت غلبہ عطا فرماتا ہے۔ پھر نیکی کے زمانے کا مالک اور گناہ کے زمانے کا مالک، یعنی جب بدی اور گناہ بہت پھیل جاتا ہے تو زمانے کا مالک مصلح اور نبی مبعوث فرما کر دنیا کی اصلاح اپنی مالکیت کی صفت کے تحت کرتا ہے۔ محاسبہ کے وقت کا مالک، اطاعت کے وقت کا مالک یعنی اطاعت کرنے والوں کے لئے خاص قانون قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ معجزات بھی رونما ہوتے ہیں۔ خاص اور اہم حالتوں کا مالک یعنی اس کے حکم کے مطابق اعمال بجالانے والوں کے اجر اُن کو دیتا ہے جو آخر وقت تک وفا کے ساتھ اپنی حالتوں کو اس کے مطابق رکھیں، اس کے احکام کے مطابق رکھیں، وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اب بعض مفسرین جو پہلے گزرے ہیں ان کے حوالے پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مالک کی جو تفسیر فرمائی ہے اور اس کو بھی آپؑ نے لسان العرب اور تاج العروس کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامّہ ہو، مکمل قبضہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر یعنی بغیر کسی دوسرے کے اشتراک کے اس پر حق رکھتا ہو۔ اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قبضہ تامّہ پورا مکمل قبضہٴ تام، تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں اسی کو ہر چیز کا مکمل طور پر تصرف ہے۔ مالک ہونے کی حیثیت سے، ربّ ہونے کی حیثیت سے، اس کا حق ہے۔

علامہ فخرالدین رازی کہتے ہیں کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن کا مطلب ہے، دوبارہ اٹھائے جانے اور جزا سزا دیئے جانے کے دن کا مالک۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ نیکی بجا لانے والے اور گناہگار، فرمانبردار اور نافرمان، موافق اور مخالف کے درمیان فرق ہونا ضروری ہے اور یہ فرق صرف جزا سزا کے دن ہی ظاہر ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى (النجم:32) تا کہ وہ ان لوگوں کو جو بُرائیوں کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے عمل کی جزا دے اور وہ ان کو بہترین جزا دیتا ہے جو بہترین عمل کرتے ہیں۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ۔ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ (ص:29) کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ویسا ہی قرار دے دیں گے جیسا کہ زمین میں فساد کرنے والوں کو، یا کیا ہم تقویٰ اختیار کرنے والوں کو بدکرداروں جیسا سمجھ لیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى (طٰہٰ: 16) ساعت ضرور آنے والی ہے بعید نہیں کہ میں اسے چھپائے رکھوں تا کہ ہر نفس کو اس کی جزا

دی جائے جو وہ کوشش کرتا ہے۔

پھر امام رازیؒ کہتے ہیں کہ نیز واضح ہو کہ جس نے ایک ظالم کو مظلوم پر زور بخشا ہے، اگر وہ ظالم سے انتقام نہ لے تو یہ یا تو اس کے عاجز ہونے کی بنا پر ہوتا ہے کہ کوئی انتقام نہیں لیتا۔ کمزوری ہے تو اس لئے انتقام نہیں لیتا، یا لاعلم اور جاہل ہونے کی وجہ سے یا پھر اس بنا پر کہ وہ خود بھی ظالم کے ظلم سے راضی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں اللہ تعالیٰ کے متعلق قرار دینا محال ہے۔ سو لازمی ہوا کہ وہ مظلوموں کی خاطر ظالموں سے انتقام لے۔ لیکن جبکہ اس دنیاوی گھر یعنی دنیا میں ظالم سے انتقام لیا جانا بکمالہٖ نہیں ہوتا اس لئے لازمی ٹھہرا کہ اس دنیاوی گھر کے بعد ایک اُخروی گھر ہو۔ یہی مضمون ہے جو مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اور فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:8-9) میں بیان ہوا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بعض علماء کے نزدیک مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی دوسری قرأت۔ مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْن بھی ہے۔ لیکن علامہ فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن کی قرأت کو ترجیح دیتا ہوں، اس کے لئے وہ لکھتے ہیں کہ لفظ مَلِک کی نسبت مَالِک بندے کو اپنے ربّ کے فضلوں پر کہیں زیادہ امید دلانے والا ہے کیونکہ مَلِک یعنی بادشاہ سے زیادہ سے زیادہ جو امید رکھی جاسکتی ہے وہ عدل وانصاف ہے اور یہ کہ انسان اس سے کلیتًا بچ جائے۔ جبکہ مَالِک وہ ہے جس سے بندہ اپنا لباس، کھانا، رحمت اور تربیت و پرورش ہر چیز کا طالب ہوتا ہے۔ پس مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن میں مالک کا لفظ رکھ کر گویا اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ اے میرے بندو! مَیں تمہارا مالک ہوں، تمہارا کھانا پینا، لباس، جزا، ثواب اور جنت سب میرے ذمہ ہے۔

پھر دوسری بات وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ ایک مَلِک، بادشاہ ایک مالک کی نسبت زیادہ مال و دولت رکھنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ مالک مختلف نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ تھوڑی چیز کا بھی جو مالک ہے وہ اس کا مالک کہلائے گا اور بادشاہ کے اختیارات زیادہ ہیں تو اس لحاظ سے وہ کہتے ہیں کہ پھر بھی مَلِک کی امید تجھ سے ہوتی ہے کہ وہ تجھ سے کچھ حاصل کرے جبکہ مَالِکْ وہ ہے کہ تُو اس سے امید رکھتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سے نیکیاں اور اطاعتیں بجالانے کا طلبگار نہ ہوگا بلکہ یہ چاہے گا کہ ہم اس سے طلبگار ہوں کہ وہ محض اپنے فضل سے ہم سے عفو اور درگزر اور مغفرت کا سلوک کرے اور ہمیں اپنی جنت عطا فرمائے۔ اس لئے امام کسائی کہتے ہیں کہ مَیں مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْن کی بجائے مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہی پڑھتا ہوں کیونکہ یہ قراءت اللہ تعالیٰ کے کثیر فضل اور وسیع رحمت پر دلالت کرتی ہے۔

تیسرا فرق ان کے نزدیک مَلِک اور مَالِک میں یہ ہے کہ جب بادشاہ کے سامنے سپاہی پیش کئے جاتے ہیں تو وہ ان میں بیماروں، کمزوروں کو ردّ کر دیتا ہے اور صرف قوی بدن اور تندرست افراد کو ہی قبول کرتا ہے اور کمزوروں، بیماروں کو کچھ بھی نہیں دیتا جبکہ مَالِک وہ ہے کہ اگر اس کا غلام بیمار پڑ جائے تو اس کا علاج معالجہ کراتا ہے، اگر غلام کمزور ہو تو مَالِک خود اس کی مدد کرتا ہے، اگر غلام کسی مصیبت میں پڑ جائے تو مَالِک اسے خلاصی دلاتا ہے، پس مَلِک کی بجائے مَالِک کی قرأت گناہگاروں اور بے سہاروں کے لئے زیادہ مناسب حال ہے۔

چوتھا فرق مَلِک اور مَالِک میں یہ ہے کہ مَلِک بادشاہ میں ہیبت اور ملکی انتظام وانصرام کرنے کی وجہ سے رعب ودبدبہ پایا جاتا ہے۔ جبکہ مَالِک میں رحمت ورأفت پائی جاتی ہے اور ہم بندوں کو ہیبت اور دبدبہ کی بجائے رحمت اور رأفت کی زیادہ احتیاج ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ سوال ہو کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو کیسے اس چیز کا مالک کہہ دیا جس کا ابھی وجود بھی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَالِک سے مراد قدرت رکھنے والا ہے یعنی یَوْمُ الدِّیْن میں وہی قادر ہوگا یا یَوْمُ الدِّیْن پر، جزاء سزا کے دن پر، اور اسے برباد کرنے پر کلیتًا قدرت اسی کو ہوگی کیونکہ جو کسی چیز کا مالک ہو وہ اس چیز میں تصرف کرنے کا حقدار بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو مکمل تصرف ہے اور اپنی مخلوق کی چیز پر قادر بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا مالک ہے اور جس طرح چاہے اپنے ارادے کو نافذ کرنے والا ہے۔ کوئی کام اس کے لئے محال اور ناممکن نہیں۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ یَوْمُ الدِّیْن سمیت ہر چیز کا مالک ہے تو پھر یہاں صرف یَوْمُ الدِّیْن ہی کا بطور خاص کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دنیا میں تو لوگ فرعون اور نمرود قسم کے بادشاہ کی مخالفت کر لیتے ہیں، بڑے بڑے بادشاہ طاقتور ہیں، زور آور ہیں ان کے خلاف بھی بول لیتے ہیں۔ آج بھی دیکھیں طاقتوروں کے خلاف کئی غریب لوگ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی بادشاہت کے بارے میں جھگڑ لیتے ہیں، لیکن اس روز یعنی جزا سزا کے دن اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص اس کی بادشاہت سے متعلق جھگڑ نہ سکے گا۔ جیسا کہ فرمایا لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم یعنی آج کے دن بادشاہت کس کی ہے؟ تو تمام مخلوقات جواب دیں گی لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار، اسی بنا پر مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن فرمایا۔ یعنی اس دن کے سوا کوئی مالک ہوگا نہ فیصلہ کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی جزا سزا دینے کا مجاز ہوگا۔ پاک ہے اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمَلِکُ بھی آتی ہے اور اَلْمَالِکُ بھی، اَلْمَلِکُ اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے اور اَلْمَالِکُ اس کے فعل کی صفت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہوئی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مختلف لغات سے جو نتیجہ اخذ فرمایا اس سے وضاحت فرمائی کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن کے کیا معنی بنتے ہیں۔ اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ آخرت کا مالک ہے دنیا کا مالک نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے قانون قدرت اور اپنی دوسری صفات کے تحت انسان کے لئے بعض باتیں مقدر کی ہوئی ہیں۔ ڈھیل دی ہوئی ہے یا چھوٹ دی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے اس دنیا میں فوری جزا سزا نہیں ہے لیکن اس دن جو جزا سزا کا دن ہے اس دن کوئی مفر نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام جزا سزا کا اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ کوئی معافی اور توبہ اس وقت کام نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ۔ ثُمَّ مَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ۔ یَوْمَ لَاتَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا۔ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ (الانفطار:18-20) تجھے کیا پتہ کہ یَوْمُ الدِّیْن کیا ہے، پھر ہم کہتے ہیں کہ تجھے کیا پتہ جزا سزا کا دن کیا ہے؟ یَوْمُ الدِّیْن وہ ہے کہ جس دن کوئی شخص کسی دوسرے کے کام نہ آسکے گا۔ اور صرف خدا تعالیٰ کا حکم جاری ہوگا۔ یہ خوف کا مقام ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے، مومنوں کے لئے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں، اعمال صالحہ بجا لانے والے ہیں، یہ خوشخبری بھی اس میں ہے کہ اگر خالص ہو کر اس کے احکامات پر عمل کر رہے ہو تو مالکیت یوم الدین تمہیں ان جنتوں کا وارث بنائے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یوں فرمایا ہے کہ اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ۔ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (الحج:57) کہ سلطنت اس دن اللہ ہی کی ہوگی۔ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے، نعمتوں والی جنتوں میں ہوں گے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مَالِک کے معنی میں فرمایا تھا کہ قبضہ تام والا، اور تصرف تام والا، اس کو ہر چیز پر مکمل قبضہ اور مکمل تصرف ہو۔ اس آیت میں یہ وضاحت فرما دی کہ جزا سزا کا دن کیسا ہوگا۔ اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ کہ سلطنت اس دن اللہ تعالیٰ کی ہوگی یعنی وہ صرف مالک ہی نہیں، وہ بادشاہ بھی ہوگا۔ کسی کو خیال آسکتا ہے کہ مَالِک ہے اور جیسا کہ پہلے بھی اس کے مختلف معنی میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر مَالِک صاحب اختیار نہیں ہوتا لیکن یہ مَالِک وہ ہے جس کی بادشاہت بھی ہے۔ پس اس کی وضاحت فرما دی کہ ہر چیز مکمل طور پر اس کے تصرف میں ہے۔

دنیاوی بادشاہ کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے لوگ کھڑے بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسا بادشاہ ہے جو کسی کا محتاج نہیں، نہ اس دنیا میں نہ آخرت میں۔ اس لئے اس کی عام دنیاوی بادشاہوں کی طرح کی بادشاہت نہیں ہے بلکہ مَالِک ہونے کی وجہ سے مکمل تصرف والی بادشاہت ہے جو زمین پر بھی قائم ہے اور آسمان پر بھی قائم ہے۔ اس زندگی میں اُس نے اپنی مالکیت کے تحت چھوٹ دی ہوئی ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا۔ اچھے اور برے عمل بتا دیئے کہ یہ عمل اچھے عمل ہیں۔ یہ کرو تو میری طرف سے بہترین جزا پاؤ گے۔ یہ عمل برے عمل ہیں۔ اگر یہ کرو گے تو پھر میں سزا کا بھی حق رکھتا ہوں، سزا دے سکتا ہوں، سزا دوں گا۔ اور جزا سزا کا فیصلہ مکمل طور پر میرے ہاتھ میں ہے۔ اس بارے میں کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا، کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ اس وقت کی کوئی معافی کام نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرنے والا ہے۔ پس ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنّاتِ نعیم یعنی نعمتوں والی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ جبکہ کافروں کو اللہ تعالیٰ اس حوالے سے ڈراتا ہے جیسا کہ مختلف جگہوں پر برے اعمال کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں ان کو ان کے عملوں کی سزا دوں گا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک جگہ فرمایا ہے اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِی سِجِّیْنٍ (المطففین:8) یعنی بدکاروں کی جزا کا حکم یقیناً ایک دائمی کتاب میں ہے۔ یہ کافر اور فاجر سمجھتے تھے کہ جزا سزا کا دن نہیں آنا، وہ اللہ تعالیٰ کی چھوٹ کو، رعایت کو، اس کی مالکیت کا نہ ہونا سمجھتے تھے۔ جزا سزا کے دن کو اس دنیا میں جھٹلاتے رہے، اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑتے رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے حد سے بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اور جزا سزا کے دن کے انکار کی وجہ سے وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ (المطففین:9) اس دن جھٹلانے والوں کے لئے عذاب ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ مَلِکْ بھی ہے اور مَالِکْ بھی ہے اور اسے تصرف میں پوری آزادی حاصل ہے۔ نیک اعمال کرنے والوں کو جزا دیتا اور برے اعمال کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔ اور مَالِکْ ہونے کی حیثیت سے اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ اگر چاہے تو معاف فرما دے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (المائدہ:41) کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہی ہے جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر جیسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ بغیر کسی اصول کے بلاوجہ اللہ تعالیٰ پکڑ کر سزا دے دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جزا سزا کے دن، جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا، کوئی اپیل نہیں ہوگی، اس وقت کوئی واویلا کام نہیں آئے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اعمال کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ نیک عمل ہو تو میری رضا حاصل کرنے والے ہوگے۔ جب تمہیں پتہ ہے کہ کوئی چیخ و پکار، کوئی اپیل اُس وقت کام نہیں آنی تو اپنے ایمانوں کو بھی مضبوط کرو، اپنے اعمال کی اصلاح کرو۔ سزا دینے میں تو اللہ تعالیٰ انتہائی نرمی کا سلوک فرماتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس کا رحم اس کے غصّہ پر غالب آجاتا ہے۔ پس کس قدر بدبختی ہوگی کہ انسان اس کے باوجود ایسے ارحم الراحمین خدا کے غضب کا مورد بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”مَالِکِیّتِ یَوْمِ الدِّیْن اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے“۔ اگر اس سے فیض اٹھانا ہے تو انتہائی عاجزی سے، دعاؤں سے اس کے آگے جھکنا ضروری ہے ”اور صرف اُن انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح“ (فقیروں کی طرح) ”حضرت احدیّت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامنِ افلاس پھیلاتے ہیں“۔ اللہ تعالیٰ کا فیض حاصل کرنے والے انتہائی عاجز اور غریب آدمی کی طرح اپنا دامن پھیلاتے ہوئے ان کے سامنے حاضر ہوتے ہیں ”اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پاکر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں“۔ ان کو حقیقت میں اس بات کا علم ہوتا ہے اس کا پورا فہم و ادراک رکھتے ہیں۔ اور اس عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں کہ ہم بالکل خالی ہاتھ ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور اس کی مالکیت پر مکمل ایمان ہے۔ پھر فرمایا ”یہ چار الٰہی صفتیں ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیت کی صفت ہے وہ دعا کی تحریک کرتی ہے۔ اور مالکیت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے کیونکہ اس صفت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مالک جزا ہے۔ کسی کا حق نہیں جو دعویٰ سے کچھ طلب کرے اور مغفرت اور نجات محض فضل پر ہے“۔

(ایام الصلح ۔روحانی خزائن جلد 14صفحہ243)

پس مَالِکِیّتِ یَوْمِ الدِّیْن کی صفت سے فیض پانے کے لئے نیک اعمال بجالانا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا، اس کی عبادت کی طرف توجہ دینا انتہائی ضروری چیزیں ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں اور یوں مغفرت اور نجات حاصل کرنے والے ہوں۔

اس کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ ترتیب بغیر حکمت کے نہیں ہے اس ترتیب میں بھی بڑی حکمت ہے۔ آپ نے بڑی تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے، خلاصۃً میں اس کو بیان کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پہلے ربوبیت جو اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے کی صفت ہے، اس کے تحت نشوونما کے لئے ماحول تیار فرماتا ہے۔ کسی چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو بڑھانے کے لئے اس کا ماحول مہیا کرتا ہے۔ وہ سامان پیدا فرماتا ہے جس میں نشوونما ہو سکتی ہے۔ پھر یہ سامان رحمانیت کے تحت بندے کو دیتا ہے۔ اس کے استعمال میں بھی آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ اس کے لئے بھی روحانی ترقی ہو۔ آپ نے یہ روحانیت کے لئے زیادہ بیان فرمایا ہے لیکن دنیاوی لحاظ سے بھی یہی ہے۔ پھر جب بندہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اس کے اعلیٰ نتائج پیدا فرماتا ہے اور یہ رحیمیت ہے، دعاؤں کو بھی پھل دیتا ہے اور چیزوں کو بھی پھل لگاتا ہے اور پھر مسلسل ان نتائج یا انعامات کے بعد مالکیت کی صفت کے تحت دنیا پر غلبہ دے دیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے الٰہی جماعتوں کی تقدیر لکھی ہوئی ہے کہ وہ غلبہ عطا فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ترتیب اس طرح سے ہے، پہلے ربّ، پھر رحمان، پھر رحیم اور پھر مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن۔

اس کا موازنہ حضرت مصلح موعود نے کیا کہ بندے کے لئے کیا ترتیب ہوگی۔ اس میں بھی یہی ترتیب ہونی چاہئے یا کوئی مختلف ترتیب ہوگی۔ تو اس کے لئے فرمایا کہ بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے فائدہ اٹھانے کے لئے یا ان کا اظہار کرنے کے لئے ترتیب بدل جاتی ہے۔ کیونکہ بندے نے اللہ تعالیٰ کی طرف ترقی کرنی ہے اوپر جانا ہے۔ وہ پہلے مالِک کی صفت کا مظہر بننے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جو طاقتیں اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہیں۔ اس سے انصاف اور عدل دنیا میں قائم کرے، اپنے ماحول میں قائم کرے اور شر سے بچنے کے لئے اور ماحول کو شر سے بچانے کے لئے کوشش کرے۔ پہلے مالکیت آئے گی۔ اس کے لئے اس مالکیت کے وقت میں، بعض معاملات سے صَرفِ نظر بھی کرنا پڑتا ہے۔ چاہے وہ رحم کی نیّت سے ہو یا درگزر کی وجہ سے ہو۔ پھر رحیمیت کا اظہار بندے کی طرف سے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے ہوتا ہے۔ اپنے ماحول کے لئے اس کے دل میں قدردانی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو بھلائی پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر انسان اس رحیمیت کے دور سے ترقی کرتا ہے تو رحمانیت کی صفت اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ایک مومن رحمانیت کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے پرائے سب بغیر کسی تفریق کے اُس کے نیک سلوک سے حصہ لے رہے ہوتے ہیں۔ معاشرے میں وہ نیکیاں پھیلا رہا ہوتا ہے۔ اور یہ چیز اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی کا نقشہ پیش کر رہی ہے، احسان سے بڑھ کر آگے چل رہی ہے۔ پھر جب اس سے ترقی کرتا ہے تو رب العالمین کا مظہر بننے کے لئے سوسائٹی کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جہاں یہ ساری چیزیں پنپ سکیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس ترتیب سے جو بیان ہوئی ہے جو ان صفات کو اختیار کرتا ہے تو یہ سالکوں کے لئے اللہ کی طرف بڑھنے والوں کے لئے ایک رحمت ہوتی ہے۔

عام طور پہ بھی دیکھیں تو انسان کی صفات، اس کی خوبیاں اُس وقت ہی کھل کر سامنے آتی ہیں جب اُس کے پاس کوئی طاقت ہو، اختیار ہو، کوئی ملکیت ہو۔ اعلیٰ اخلاق کا اُسی وقت پتہ چلتا ہے جب طاقت ہو، جب ایک مقام ہو۔ کمزور اور بے بس نے کسی سے رحیمیت کا کیا سلوک کرنا ہے اور کیا رحمانیت کا سلوک کرنا ہے اور پھر اسی طرح کسی سے ربوبیت کا کیا اظہار ہونا ہے۔ اپنے اپنے ماحول میں جو بھی ہے جتنا بھی ملکیت رکھتا ہے اس کو وہاں ان صفات کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ یہ کسی کی ملکیت کا زعم ہی ہے جو انسان کے دل میں تکبر اور نفرت بھی پیدا کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا فضل حاصل کرنے کے لئے ان صفات پر غور کرنا اور اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں سے ہمیشہ حصہ دیتا رہے اور جزا سزا کے دن بھی رحم حاصل کرنے والے ہوں۔

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے جس شہید کا ذکر کیا تھا اُن کا نام بتانا بھول گیا تھا یہ محمد اشرف صاحب ہیں تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے جن کو شہید کیا گیا تھا۔ جونو مبائع تھے۔

دوسرا آج ایک اور افسوسناک خبر بھی ہے کہ ہمارے ایک پرانے خادم سلسلہ، مربی اور استاد جامعہ احمدیہ، چوہدری منیر احمد عارف صاحب گزشتہ دنوں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی عمر 78 سال تھی اور 1946ء میں انہوں نے زندگی وقف کی تھی۔ جامعہ 1956ء میں پاس کیا اور تقریباً 50 سال تک جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ برما میں مبلغ رہے، نائیجیریا میں مبلغ رہے۔ پھر جامعہ میں بطور استاد خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً 27 سال انہوں نے جامعہ میں پڑھایا۔ ہوسٹل میں لمبا عرصہ سپرنٹنڈنٹ رہے، جو ہوسٹل میں رہنے والے ہیں وہ جانتے ہوں گے۔ بڑی نرم طبیعت کے ہنس مکھ انسان تھے اور 21 سال سے دارالقضاء میں بھی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ وفات سے ایک دن پہلے بھی ایک کیس کے سلسلہ میں گاڑی منگوا کر آئے۔ ان سے چلا نہیں جا رہا تھا اور دو چھڑیوں کے سہارے چلتے ہوئے دفتر میں آئے۔ دل کی تکلیف بھی تھی اور کمزوری بھی تھی اور اپنا قضاء کا پورا کیس سنا اور اسے نبٹایا اور ایک دن بعد کی تاریخ بھی مقرر کی۔ ان کو وہاں کے ناظم قضاء نے کہا کہ اتنی طبیعت خراب ہے تو آنے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا دل نہیں مانتا کہ جو جماعت کے کام میرے سپرد ہوئے ہیں ان میں کسی بھی طرح انکار کروں۔ اس لئے میرے سپرد جو کیس ہیں وہ تو مَیں نبٹاؤں گا۔ بہرحال اسی رات یا اگلے دن صبح ان کی وفات ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ، بیوہ، رضیہ منیر صاحبہ ان کا نام ہے اور ان کے علاوہ ان کی ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں۔ ابھی نمازوں کے بعد مَیں ان کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

کاٹے کوانہ (یوگنڈا) کے مقام پر

نوتعمیر شدہ مسجد احمدیہ کا بابرکت افتتاح

(اعجاز احمد نیر۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

کاٹے کوانہ (Katekwana) ضلع بوکیڈیا (Bukedia) میں واقع ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور یہ گاؤں یوگنڈا کے دوسرے بڑے شہر امبالے (Ambale) سے شمال مغرب کی جانب 25 کلومیٹر دور واقع ہے۔ اس گاؤں میں دو قبیلے اٹیسو (Atesu) اور بگویرے (Bagwere) آباد ہیں۔ ان کی لوکل زبانیں لوگیرے (Lugaere) اور اٹیسو ہیں۔ اس گاؤں میں 1997ء میں احمدیت کا پودا لگا۔ اس گاؤں کے امام مسجد عباس تائمہ صاحب کسی کام کے سلسلہ میں ساتھ والے گاؤں 'کایوگا' (Kayoga) گئے ہوئے تھے کہ جماعت احمدیہ کے معلم محترم نوح صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے جماعت کا پیغام پہنچایا جو امام صاحب نے نہ صرف خوشدلی سے قبول فرمایا بلکہ معلم صاحب کو اپنے گاؤں آنے کی دعوت بھی دی۔ جماعت احمدیہ کے معلم محترم نوح صاحب جب کاٹے کوانا پہنچے تو امام صاحب نے سب گاؤں والوں کو جمع کیا اور اپنے مہمان کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد ان کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا گیا جو سب نے قبول کر لیا اور کچھ دنوں کے بعد ساتھ والے گاؤں سے کچھ لوگ آئے جنہوں نے امام صاحب کو سمجھانے اور بیعت توڑنے کے لئے کہا جو امام صاحب نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے امام صاحب کو مسجد سے نکال دیا اور کچھ لوگوں نے ان معاندین کے ورغلانے سے بیعت سے انکار بھی کر دیا۔ امام صاحب اپنے ساتھیوں سمیت اپنے گھر کے قریب آم کے درخت کے نیچے نمازیں اور نماز جمعہ ادا کرتے رہے۔ اس وقت اس گاؤں میں جماعت کے افراد کی تعداد 123 ہے۔ 1999ء میں مسجد احمدیہ کی تعمیر شروع ہوئی لیکن بعض وجوہات کی بنا پر تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ یوگنڈا کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی ارشاد پر دس مساجد کی تعمیر کا کام مکمل کرنے کا حکم ہوا۔ سو یہ دن اس حکم کی تکمیل کا دن بھی تھا۔ اس مسجد کی لمبائی 35 فٹ اور چوڑائی 28 فٹ ہے۔ مسجد کے بائیں طرف خوبصورت گراسی پلاٹ ہے۔

14/جنوری 2007ء کو مسجد احمدیہ کاٹے کوانہ کا افتتاح کرنے کے لئے ایک وفد امبالے سے صبح دس بجے روانہ ہوا۔ اس وفد میں مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب امیر جماعت یوگنڈا کے والد محترم جو پاکستان سے تشریف لائے تھے بھی شامل تھے۔ جب یہ قافلہ مسجد کے قریب پہنچا تو فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونجنے لگی۔ اور استقبال کرنے والوں میں جماعت کے عہدیداران، حکومتی نمائندے، احمدیہ جماعت کے ممبران اور ان کے علاوہ غیر از جماعت مسلمان احباب بھی شامل تھے۔ مسجد کو روایتی طور پر کیلے کے پتوں، پھولوں اور غباروں سے سجایا گیا تھا۔ استقبال کے بعد تمام افراد مسجد احمدیہ کے اندر تشریف لے گئے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد دعا ہوئی اور پھر حکومتی نمائندوں نے اپنی تقاریر میں جماعت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں جاری رکھنے اور مزید بڑھانے کی درخواست کی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں مسجد کا مقصد اور اس کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہ خانہ خدا ہے اس میں ہر عاشق خدا کو آنے اور اپنے ربّ کی عبادت کرنے کی اجازت ہے۔ امیر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ خدا کا گھر ہے اس سے آپ بے شمار برکتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کو آباد کرنا اور بھرنا آپ کا کام ہے۔ اس کی حفاظت اور صفائی کا ذمہ بھی آپ کا ہے۔ جو لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے وہ برکتیں لینے کی بجائے خدا کی ناراضگی کا موجب بن جاتے ہیں۔

اس کے بعد سب نے مل کر اسلام احمدیت کے بارہ میں لوکل زبان میں لکھی ہوئی نظم ترنم سے پڑھی۔ جس سے فضا ایک بار پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد تمام مرد و خواتین مسجد سے باہر تشریف لائے اور امیر صاحب نے تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا سے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اور امیر صاحب اپنے قافلہ کے ساتھ امبالے (Mbale) روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

افتتاحی تقریب سے پہلے اس گاؤں میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ گاؤں کے اہلسنت والجماعت امام نے صبح گھر گھر جا کر کہا کہ اس افتتاح میں نہ جانا یہ لوگ کافر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود غیر از جماعت افراد کی تعداد 40 کے قریب تھی۔

مسجد احمدیہ کی تعمیر کے دنوں میں کچھ پاکستانی تبلیغی جماعت کے لوگ مسجد احمدیہ کے پاس سے گزرے اور تعمیر کا کام دیکھا اور انہوں نے مسجد احمدیہ کی تصاویر بھی مختلف جہت سے لیں۔ اور پوچھا کہ کون یہ مسجد بنوا رہا ہے۔ اس پر صدر جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ یہ مسجد احمدیہ ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ ہم نے پاکستان میں تو احمدیت کو کلیۃً ختم کر دیا ہے تم لوگ بھی توبہ کر لو۔ اس پر جماعت کے افراد نے انہیں کہا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ جو لوگ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ کر اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں وہ اپنے مرکز میں کتنے مضبوط ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو اور اس میں عبادت کرنے والوں کو اپنی برکات سے نوازے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام

جلسہ دربارہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا شاندار انعقاد

(چوھدری افتخار حسین اظہر۔ سیکریٹری جنرل جماعت احمدیہ ۔ ناروے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ناروے کو مورخہ 20/فروری بروز منگل جلسہ دربارہ پیشگوئی مصلح موعود کے انعقاد کی توفیق ملی۔

جلسہ کا آغاز سورۃ الحشر کی آیات 23 تا 25 کی تلاوت سے مکرم خالد خلیل صاحب نے کیا اور اُردو اور نارویجین ترجمہ بھی پیش کیا۔

مکرم ظہور احمد صاحب نے آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کی جس میں ذکر تھا کہ مسیح موعودؑ شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہو گی۔ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے سامعین کو بتایا کہ یہ حدیث آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔

عزیزم ایاد احمد زرتشت نے درثمین سے ترنم کے ساتھ خوبصورت انداز میں نظم پیش کی۔

حمد وثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی

''پیشگوئی مصلح موعود'' کے الفاظ خاکسار چوہدری افتخار حسین اظہر صاحب نے پڑھ کر سنائے اور بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے جن الفاظ کا نزول فرمایا ان کی شوکت اور عظمت سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کلام انسان کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ضمناً یہ بھی ذکر کیا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے الہام پا کر موعود بیٹے کی خبر کو مُشتہر فرمایا تو اُس وقت اسلام اور احمدیت کے شدید دشمن پنڈت لیکھرام نے بوکھلا کر یہ اعلان کر دیا کہ یہ ایک عظیم الشان بیٹے کی خبر دے رہے ہیں لیکن مَیں کہتا ہوں کہ آپ (یعنی مسیح موعود علیہ السلام ۔ ناقل) کی تمام اولاد تین سال کے اندر ختم ہو جائے گی اور کوئی بچہ زندہ نہیں رہے گا۔ مگر چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ وہ موعود بیٹا پیشگوئی کے عین مطابق پیدا ہوا اور خدا کا فرمان پورا ہوا۔

دوسری نظم مکرم رانا طاہر محمود صاحب نے خوش گلوئی سے پڑھی۔ ؎

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

مبلغ سلسلہ مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ پیشگوئی مصلح موعودؓ زندہ خدا کے وجود اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ نے اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے ایک اور الہام ینقطع من اٰبآئک و یبدء منک کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس قدر عالی شان بیٹے کی خبر دی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اب تیری نسل پھیلائی جائیگی اور تیرے آباء واجداد کی نسل کاٹ دی جائے گی۔ چنانچہ اس وقت آپؑ کے خاندان کے 70 افراد ایسے تھے جن کے ہاں اولاد ہو سکتی تھی لیکن ان سے کوئی معروف نسل نہ چل سکی۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ دعوی کر سکے کہ میری شادی ضرور ہو گی پھر میرے ہاں اولاد بھی ہو گی پھر یہ کہ بیٹا بھی پیدا ہو گا اور بیٹا بھی ایسا جس کی پیشگوئی میں 52 عظیم الشان علامات بیان فرما دی گئیں اور اس کے ساتھ یہ خبر بھی دے دی کہ میرے آباء واجداد کی نسل کاٹ دی جائے گی اور اب خدا تعالیٰ مجھ سے سلسلہ نسب شروع کرے گا۔ یہ سب کچھ ایک زندہ خدا کے وجود اور آپ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

آپ نے آپ کی خدمات اور مساعی کا ذکر قدرے اختصار سے بیان کیا کہ کشمیر اور پاکستان کے لئے آپ نے بڑی جانفشانی اور جدوجہد سے کام کیا۔

مکرم نیشنل امیر صاحب مکرم زرتشت منیر خان صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اوصاف کریمانہ کا تذکرہ بڑی تفصیل سے فرمایا۔ مکرم امیر صاحب نے بھی پیشگوئی کے اندر باون (52) علامات کا ذکر کرتے ہوئے سامعین کو بتایا کہ آج کے پاکستان میں جو حزبِ مخالف ہیں یہی وہ ٹولہ ہے جو پاکستان کو نہایت گندے الفاظ سے یاد کرتا تھا اور اس گروہ مخالف نے بھرپور کوشش کی کہ پاکستان معرض وجود میں نہ آئے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی عمیق اور زیرک نگاہ نے قائداعظم محمد علی جناح میں بھانپ لیا تھا کہ یہ شخص دیانتدار ہے اور جو فیصلہ کر لیتا ہے وہ انمٹ نقوش کی طرح ہوتا ہے۔ لہذا حضور نے قائداعظم کو حضرت مولانا عبدالرحیم دردؔ صاحبؓ کے ذریعہ جو کہ اُن دنوں جماعت احمدیہ لندن کے مشن میں بطور مبلغ سلسلہ کام کر رہے تھے، پیغام بھجوایا اور آپؓ نے قائداعظم کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ قائداعظم ان دنوں مسلمانوں کے رویہ سے مایوس ہو کر لندن جا بسے تھے۔ مولانا عبدالرحیم دردؔؓ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے تحت مسجد فضل لندن میں تقریب کا اہتمام کیا جس میں قائداعظم کو مدعو کیا۔ قائداعظم نے برملا اس بات کا اقرار کیا کہ امام مسجد فضل لندن نے میرے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔ لہذا جماعت احمدیہ نے قائداعظم سے کئے گئے وعدہ کے مطابق سرتوڑ کوشش کے ساتھ نہ صرف معاونت فرمائی بلکہ غیر از جماعت دوست واحباب کو مسلم لیگ کو ووٹ دینے کیلئے آمادہ کیا۔

مکرم امیر صاحب نے تاریخی شواہد اور حوالے پیش کرتے ہوئے جماعت کی خدمات جو کشمیر اور پاکستان کے لئے کی گئیں تھیں سے سامعین کو آگاہ کیا۔ مکرم امیر صاحب نے احباب جماعت کو بتایا کہ آج زہریلا پراپیگنڈہ جماعت احمدیہ کے خلاف پھیلایا جا رہا ہے جبکہ دراصل جماعت احمدیہ ہی پاکستان کی خالق ہے اور محبِّ وطن ہے، لہذا ہمارے بچوں کو بالخصوص اور بڑوں کو بالعموم یہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔

خطاب کے آخر پر آپ نے خلافت جوبلی سے متعلق نفلی روزہ، رسالہ الوصیت اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی تحریک کے متعلق یاددہانی کرائی۔

الحمدللہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ حاضری 250 سے اُوپر رہی۔ آخر میں احباب جماعت کو کھانا پیش کیا گیا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

تعلیم الاسلام

جماعت احمدیہ کا تعلیمی نظام۔ایک خدائی تحریک

(مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان سے تعلیم الاسلام کالج اور نیو کیمپس تک)

(محمد شریف خان۔ فلاڈلفیا، امریکہ)

تاریخِ احمدیت کے ورق ورق پر جماعت احمدیہ پر قدم بہ قدم خدا تعالیٰ کے نازل ہونے والے احسانوں کا ذکراس تواتر سے ملتاہے کہ انسان بے اختیار خدا تعالیٰ کی حمدوتوصیف کرتا ہوا جھوم اٹھتا ہے۔خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعودؑ کی ہر دعا کی قبولیت کے حیران کن واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔دعاؤں کی قبولیت کے مبارک اثرات دنوں ، ہفتوں ، مہینوں نہیں بلکہ سالہا سال سے چلے آرہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔حضور علیہ السلام ایک ضرورت کے لئے دعا کرتے ہیں اور وہ ضرورت نہ صرف پوری ہو جاتی ہے بلکہ اس دعا کے نیک اثرات سے حالات سالہا سال بہتر سے بہتر صورت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ آسمانی مائدہ آئندہ نسلوں کو متمتع کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔اور جماعت کی ہر نسل اپنی آنکھوں سے خدا کے فضلوں کو نازل ہوتا ہوا دیکھ کر اپنے ایمان میں پختہ سے پختہ تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

اس طرح کا ایک واقعہ جماعت کا 1898ء میں اپنا پرائمری سکول شروع کرنا ہے جو بظاہر ایک وقتی ضرورت تھی مگر حضور علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل یہ پرائمری سکول باوجود بہت سی رکاوٹوں کے چند سالوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی کالج کے درجے تک پہنچ گیا۔

آیئے آج ہم خدائی تحریک کے تحت قائم ہونے والے اس مبارک نظامِ تعلیم کی تاریخ کا مطالعہ کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔

اٹھارھویں صدی کے آغاز میں انگریزوں کے قدم ہندوستان میں مضبوطی سے گڑ چکے تھے۔ اور ہندوستان میں اسلامی دفاعی قوتیں شل ہو کر بے فائدہ ہو چکی تھیں جس سے بالخصوص مسلمانوں میں سخت مایوسی اور انگریزوں کے خلاف سخت نفرت پیدا ہو چکی تھی۔ جسے مولویوں نے اپنی کوتاہ فہمی سے مزید بھڑکایا اور انگریزوں کی مفید اصطلاحات سے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانے سے کلیۃً روک دیا۔ستم ظریفی یہ کہ مسلمان بچوں کو حکومت کے قائم شدہ سکولوں میں داخلہ لینے سے منع کر دیا اور انہیں دباؤ ڈال کر اپنے قائم کردہ سکولوں میں قید کر لیا۔ جبکہ ہندوؤں نے حکومت کی تجویز کردہ تمام اصطلاحات سے فائدہ اٹھایا، اور کچھ ہی عرصہ میں اکثر حکومتی عہدوں پر ہندو ہی ہندو نظر آنے لگے۔مسلمان بچے مروّجہ علوم سے نابلد مولویوں کے مدرسوں تک محدود ہو کر رہ گئے۔ جہاں ان کے سر اور آنکھوں پر عصبیت کی پٹی کس کر باندھ دی جاتی جس سے ان کی اپنی سوچ اور سمجھ دب کر دم توڑ جاتی۔

نباضِ وقت حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو علومِ جدیدہ کے حاصل کرنے کی نہ صرف تاکید فرمائی بلکہ ان علماء کی اس فاش غلطی کہ علوم جدیدہ کو حاصل کرنا خلافِ اسلام اور گمراہی کی جڑ ہے ، کے خلاف مسلمانوں کو جھنجوڑا۔ اور توجہ دلائی کہ اس خطرناک خیال نے کس طرح مسلمانوں کو ہندوستان میں بسنے والی دوسری اقوام کے مقابل ترقی کی دوڑ میں پیچھے رکھا ہے۔حضورؑ نے اس وقت بالخصوص احمدیوں کو علومِ جدیدہ حاصل کرنے کی مندرجہ ذیل پرزور الفاظ میں تاکید فرمائی:۔

’’مَیں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علومِ جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علومِ جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ کیونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 43 جدید ایڈیشن)

چنانچہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے باعث احمدی گھرانے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کرنے لگے تھے۔حضور کے زمانے میں قادیان میں دو پرائمری سکول تھے۔ اندرونِ شہر آریہ پرائمری سکول اور بیرونِ شہر ریتی چھلہ میں گورنمنٹ پرائمری سکول۔ دونوں میں اساتذہ اور انتظامیہ آریہ سماجی ہندوؤں پر مشتمل تھی جن کا رویہ ہمیشہ مسلمان طلباء کے ساتھ معاندانہ تھا۔ غیر مسلم اساتذہ مسلمان طلباء کی دلآزاری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔ نت نئے ذرائع سے مسیحِ پاک اور دوسرے اکابرینِ اسلام کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرتے۔ اس طرح مسلمان بچوں کے معصوم خیالات پر اثر انداز ہو کر دلآزاری کا باعث بنتے۔ جب ان واقعات کی اطلاع حضور علیہ السلام کو ہوئی تو حضور کو سخت دکھ ہوا۔آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی ، احباب سے مشورہ بھی فرمایا اور مدرسہ کے قیام کا انتظام کرنے کے لئے ’’**کمیٹی انجمن تعلیم الاسلام قادیان**‘‘ مقرر فرمائی جس کے صدر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ، محاسب حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ، سیکریٹری خواجہ کمال الدین صاحب اور نائب سیکریٹری حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ تھے۔ آخر کار ’’اسلامی روشنی ملک میں پھیلانے اور طوفانِ ضلالت میں اسلامی ذرّیت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لئے‘‘ 3/جنوری **1898**ء کو قادیان میں ’’**مدرسہ تعلیم الاسلام**‘‘ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب ؓ مدیر الحکم سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی فضل سے اسکول نے سرعت کے ساتھ ترقی کی منازل طے کیں۔ **5**/جولائی **1898**ء سے مڈل کی جماعتوں کا اضافہ کیا گیا۔ اور پھر فروری **1900**ء میں نویں جماعت کے اجراء سے ’’**تعلیم الاسلام ہائی اسکول**‘‘ کے درجے پر پہنچا اور مارچ **1901**ء میں دسویں جماعت کا اضافہ ہوا۔ **1902**ء میں پہلی بار چار طلبہ انٹرنس (میٹرک) کے امتحان میں شامل ہوئے۔ یہ تعداد **1903**ء اور **1904**ء میں سات، سات اور **1905**ء میں دس تک پہنچ گئی۔

مدرسہ سے متعلق مسائل

احمدی طلباء کی بہبود کے لئے سکول کا اجراء اور کالج کے قائم کرنے کا فیصلہ تو ہو گیا جس کے ساتھ ہی جماعت کے اخراجات میں اضافہ ہونا ناگزیر تھا۔جماعت اس وقت اپنے ابتدائی دور میں تھی۔ حضرت مسیحِ موعودؑ بڑی سرعت کے ساتھ خدائی منشاء کے مطابق اسلام کی اشاعت اور ترویج کی طرف متوجہ تھے اور مخالفین کے جواب اور اسلام کی تبلیغ کے لئے تصانیف تحریر فرما رہے تھے۔ پھر کتب کی چھپائی اور اشاعت کے کٹھن مرحلے آپ کی توجہ کے محتاج تھے۔لنگر خانے کے متعلق مسائل، خرچ، مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام اور دلجوئی آپ کی توجہ لئے ہوئے تھی۔ ریویو آف ریلیجنز اُردو اور انگریزی کی باقاعدہ چھپائی، مخالفین کے آئے دن دائر کئے جانے والے مقدمات اور ان کی پیروی میں حضور کے بار بار قادیان سے باہر تشریف لے جانے پر معتدبہ اخراجات اُٹھ رہے تھے۔ جماعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہو رہی تعمیرات اور ملک کے مختلف علاقوں میں تبلیغ پر ایک بھاری رقم ماہ بماہ خرچ ہو رہی تھی۔ اسی طرح اشتہارات اور اخبارات کی اشاعت بھی ایک مستقل خرچہ تھا۔

جماعت کا ابھی ابتدائی دور تھا ۔چندہ وغیرہ کا باقاعدہ نظام قائم نہیں ہوا تھا۔ ہر ضرورت کے وقت جماعت میں چندہ کی اپیل کر دی جاتی تھی جس کے جواب میں مخلصین منی آرڈروں اور دوسرے ذرائع سے لبّیک کہتے ہوئے حسبِ توفیق جو کچھ ہوتا پیش کر دیتے۔ اس طرح خدائی برکت سے یہ تمام ضرورتیں بخوبی پوری ہو رہی تھیں۔سکول کے قیام سے اخراجات میں معتد بہ اضافہ ہوا۔ چنانچہ حضورؑ نے **16**/اکتوبر **1903**ء کو ایک اشتہار بعنوان ’’ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے‘‘ تحریر فرمایا جس میں مدرسہ کے سلسلے میں پیش آمدہ مشکلات کے بارے میں درجِ ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا۔

’’ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے، اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر پھر بھی استادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے۔علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو ابھی تیار نہیں ہو سکیں...... آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں۔ تو چاہئے کہ ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے...... میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہو گا اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے‘‘۔

(ریویو آف ریلجنز اردو صفحہ 464-465 نومبر، دسمبر 1903ء)

بے نفس اساتذہ

مدرسہ کے اساتذہ بے نفس اور ایثار پیشہ اور مخلص بزرگ تھے۔حضورؑ کے ارشاد کی تعمیل میں محض خدمتِ دین کی خاطر قادیان جیسی چھوٹی سی بستی میں آ بسے تھے۔ اپنی مسلمہ قابلیت اور اعلیٰ صلاحیتوں کے باوجود تھوڑی سی تنخواہ (جسے عرفِ عام میں ’’گزارہ‘‘ کہا جاتا تھا) پر بخوشی بسر اوقات کرتے ۔کئی دفعہ مالی مشکلات کے باعث تنخواہ کے بغیر مہینوں لنگر خانے کے کھانے پر ہی گزر اوقات ہوتی۔ یہ فدائی حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے قدموں میں رہ کر اس قومی تربیت گاہ کی خدمت کرنے کو ایک فخر وسعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضورؑ نے ایک مکتوب میں فرمایا:

’’یہ مدرسہ محض دینی اغراض کی وجہ سے ہے اور صبر سے اس میں کام کرنے والے خدا تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہوتے جاتے ہیں‘‘۔(ذکرِ حبیبؑ مؤلفہ مفتی محمد صادق صاحبؓ، صفحہ 137)

خالص دینی ماحول

مدرسہ تعلیم الاسلام بیسویں صدی میں اپنی نوعیت کا وہ واحد مدرسہ تھا، جس کے اساتذہ اور طلباء کو مسیحِ زماں، حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی تاثیراتِ قدسیہ کے طفیل ایک بے مثال روحانی اور مذہبی فضا میسر تھی۔ حضرت مولٰنا عبدالکریم صاحبؓ نے اخبار الحکم 7/فروری 1903ء میں تحریر فرمایا:

’’ہمارے مدرسہ کے لڑکے خدا کے مسیح کو دیکھتے ہیں۔ آپ کی تقریروں کو سنتے ہیں۔ آپ کے پاک نمونہ کو مشاہدہ کرتے ہیں...... ہر روز باقاعدہ عصر کے بعد لڑکوں کو حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس قرآن مجید میں شامل ہونے کو عزت دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسی نعمت ہے کوئی ملک اور شہر اس میں ہمارا شریک نہیں۔‘‘

مدرسہ تعلیم الاسلام کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل مدرسہ تعلیم الاسلام نے جس سرعت سے درجہ بدرجہ ترقی کی اس کا کچھ اندازہ درجِ ذیل جدول سے لگایا جاسکتا ہے:

ایک مرتبہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم کیا عمل کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مَیں نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر یہ آیت تلاوت کرتا ہوں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

(التوبۃ: 128-129)

یہ سن کر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ تمہیں اسی لئے حاصل ہوا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ صفحہ 456)

سال اور تاریخ	ترقی	ہیڈ ماسٹر / پرنسپل
یکم جنوری 1898ء	قادیان: مدرسہ تعلیم الاسلام (پرائمری)	حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ترابؓ
5 / مئی 1898ء	تعلیم الاسلام مڈل سکول	حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ
فروری 1900ء	تعلیم الاسلام ہائی سکول (نویں کلاس)	حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ
مارچ 1901ء	تعلیم الاسلام ہائی سکول (دسویں کلاس)	
28 / مئی 1903ء	تعلیم الاسلام انٹر کالج	حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ
1905ء	کالج کی بندش بوجہ یونیورسٹی ایکٹ	
14 / جون 1944ء	دوبارہ اجراء تعلیم الاسلام انٹر کالج	حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؓ
1945ء	تعلیم الاسلام ڈگری کالج	
30 / جون 1947ء	تعطیلات موسم سرما۔ ملکی بٹوارا	
10 / دسمبر 1947ء	لاہور۔ تعلیم الاسلام انٹر کالج	حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؓ
6 / دسمبر 1954ء	ربوہ۔ تعلیم الاسلام انٹر کالج	
1961-62	تعلیم الاسلام ڈگری کالج	
1963-64	تعلیم الاسلام پوسٹ گریجویٹ کالج	
1965ء		مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے کینٹب
1973ء	سرکاری تحویل میں	مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم۔اے
1975ء سے تاحال	محکمہ تعلیم۔ گورنمنٹ پنجاب۔ لاہور	محکمہ تعلیم کے مقرر کردہ

تعلیم الاسلام نظام تعلیم کی انفرادیت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہونے والا یہ نظامِ تعلیم "مدرسہ تعلیم الاسلام" دن دوگنی رات چوگنی مثالی ترقی کرتے ہوئے ارد گرد کے علاقے کے مدرسوں اور سکولوں کو جلد ہی پیچھے چھوڑتے ہوئے اساتذہ کی لگن اور محنت کے باعث دور و نزدیک شہرت پا گیا۔ اس نظام تعلیم میں طلباء کو مروجہ مضامین کے علاوہ ان کے مذہب سے روشناس کرایا جاتا، انہیں اپنے مذہبی عقائد کے مطابق عبادت کرنے کی ترغیب دی جاتی۔ اساتذہ اور انتظامیہ بلا امتیاز مذہب پوری محنت اور تندہی کے ساتھ طلباء کی تعلیم اور تربیت میں حصہ لیتے۔ سکول سے متعلق تعمیرات کا انتظام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے سپرد تھا۔ آپ نے سکول کی ضروریات کے مطابق بڑی تندہی سے عمارات کا انتظام فرمایا۔ ابتداءً مدرسہ مہمان خانے کے دو کمروں میں قائم تھا۔ جلد ہی طلباء کی تعداد میں اضافہ کے باعث مزید تین اور کمرے تعمیر کئے گئے۔ پھر جلد ہی عمارت میں مزید توسیع کر دی گئی۔ ڈھاب کا کچھ حصہ پُر کر کے اس میں بورڈنگ ہاؤس تعمیر کیا گیا۔

مالی مشکلات

سکول میں طلباء سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی تھی (الحکم 17 / مئی 1903ء)۔ طلباء کی دن بدن بڑھتی ہوئی تعداد کے نتیجے میں مالی مسائل کا پیدا ہونا ایک قدرتی عمل تھا۔ اساتذہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کئی کئی ماہ تک نہ ہو سکتی۔ گو حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ 80 روپے ماہانہ با قاعدہ سکول فنڈ میں ادا کرتے، اسی طرح حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کئی طلباء کو وقتاً فوقتاً ماہواری یکمشت مدد دیا کرتے۔ نواب فتح نواز جنگ مولوی مہدی حسن صاحب بیرسٹرایٹ لاء لکھنؤ پانچ روپے ماہوار ادا کرتے۔ نواب محمد علی خان صاحب کی تجویز پر ایک کونسل ٹرسٹیاں کم از کم ساٹھ روپے سالانہ یا مدرسہ کی علمی مدد کرسکنے والے اکیس افراد پر مشتمل کونسل بنائی گئی۔ نواب صاحب کونسل کے صدر مقرر ہوئے، آپ نے ایک ہزار روپے سالانہ دینے کا وعدہ کیا۔

ان کوششوں کے علاوہ اخراجات پورا کرنے کے لئے جماعت کو بار بار یاد دہانی کرائی جاتی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے 16 / اکتوبر 1903ء کو ایک اشتہار بعنوان " ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے" میں سکول کے اخراجات کے سلسلے میں اپنی فکر کا اظہار فرماتے ہوئے اخراجات کے لئے جماعت کو ماہانہ چندہ مقرر کرنے کی تجویز بیان فرمائی:

" ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضاء وقدر سے واقع ہو۔ اور جو ایسا نہ کر سکیں ان کے لئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ وہ جو کچھ لنگر خانہ کے لئے بھیجتے ہیں اس کا چہارم حصہ براہ راست نواب صاحب موصوف کو بھیج دیں"۔

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے 4 / فروری 1903ء کو اخبار الحکم میں احباب جماعت کو اس سلسلے میں ان کی ذمہ داریوں کی یاد دہانی کرائی۔ اسی طرح حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ہر شہر کی جماعت کو تین یا پانچ روپے کے "وظائف مساکین" جاری کرنے کی اپیل کی۔

(البدر 7 / اگست 1903ء)

باوجود ان تمام مالی مشکلات کے، اللہ تعالیٰ کا فضل قدم قدم شامل حال رہا اور یہ خدائی منصوبہ آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ اور مسیحِ دوراں کی دعاؤں اور راہنمائی کے طفیل مدرسہ پرائمری سے بتدریج ترقی کرتا ہوا مڈل اور پھر انٹرنس (میٹرک) کے درجات طے کرتا ہوا اب انٹر کالج کے قالب میں ڈھلنے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک پاس کرنے والے طلباء کے لئے سکول کمیٹی نے کالج کے اجراء کی تجویز دی۔ چنانچہ کالج کمیٹی حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی ڈائریکٹرشپ میں مقرر کی گئی۔ نواب صاحب موصوف تقریباً اپنا سارا وقت کالج کو دیتے اور اس کی کئی ضروریات کے کفیل تھے۔

تعلیم الاسلام انٹر کالج کا افتتاح

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے 4 / فروری 1903ء کو ایک مفصل مضمون تحریر فرمایا جس میں مجوزہ کالج کے درج ذیل خدّ و خال واضح کئے:

" سر دست تو کالج ایف۔اے تک ہوگا، اور اس میں بھی سارا دارومدار توکل پر۔ ورنہ حق تو یہ تھا کہ آغاز ہی میں پورا کالج بنایا جاتا، ممکن ہے کہ بعض لوگ اس کارروائی کو جلد بازی پر محمول کریں اور جوش سے کہہ دیں یا رائے دیں کہ ابھی وقت قلتِ سرمایہ کے سبب سے اس امر کا مقتضی نہیں کہ کالج جاری کیا جائے مگر اس رائے زنی میں وہ خود جلد باز اور غور نہ کرنے والے ٹھہریں گے۔ اس لئے کہ انٹرنس تک محدود ہو کر رہنے میں مدرسہ کی وہ غرض پوری نہیں ہوتی یا آخر کار اس کے نابود ہونے کا اندیشہ ہے جو ہمیں اس کار خیر کی محرک ہوئی۔۔۔۔۔ کالج کھولنے سے ایک سال تک کوئی زائد خرچ نہیں پڑے گا"۔

ابتدائی اساتذہ

درج ذیل اساتذہ ایک ایک گھنٹہ مختلف مضامین پڑھانے پر مقرر کئے گئے:

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ پرنسپل و لیکچرار انگلش (کچھ عرصہ حافظ عبدالعلی صاحبؓ بھی انگریزی پڑھاتے رہے)۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ منیجر و لیکچرار منطق و سپرنٹنڈنٹ۔ حضرت حکیم مولوی عبید اللہ صاحبؓ بسمل لیکچرار فارسی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ لیکچرار دینیات۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ لیکچرار عربی۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے لیکچرار ریاضی۔ جبکہ دوسرے مضامین فلاسفی اور تاریخ، جب دوسرے احباب دستیاب ہوتے ان کے سپرد کر دیئے جاتے تھے۔

کالج کا افتتاح

کالج کی افتتاحی تقریب کا اہتمام 28 / مئی 1903ء کو کیا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ علالت طبع کے باعث رونق افروز نہ ہو سکے۔ حضورؑ نے وعدہ فرمایا کہ افتتاحی تقریب کے وقت کے دوران حضور بیت الدعا میں کالج کے لئے دعا کریں گے۔ حضور نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو افتتاحی تقریب کی صدارت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ ڈائریکٹر کالج کمیٹی نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا:

" خدا کی ذات سے بڑی امید ہے کہ یہ کالج بہت جلد ایک یونیورسٹی ہوگا اور اس احمدی جماعت کے لئے ایک مفید دارالعلوم ثابت ہوگا۔ یہ کالج خدا کے فضل سے چلے گا اور خدا کے صادق بندے مسیح موعود کی دعاؤں سے نشوونما پائے گا"۔

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے اپنے نہایت ایمان افروز صدارتی خطاب میں طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

" علوم کی تحصیل آسان ہے مگر خدا کے فضل کے نیچے اسے تحصیل کرنا یہ مشکل ہے۔۔۔۔ تم بھی اللہ پر کامل یقین کرو اور دعاؤں کے ذریعے، جو کہ دنیا کی مخالفت میں سپر ہیں، فضل چاہو۔ کتاب اللہ کو دستور العمل بناؤ تا کہ تم کو عزت حاصل ہو۔ باتوں سے نہیں بلکہ کاموں سے اپنے آپ کو اس کتاب کے تابع ثابت کرو۔ ہنسی، تمسخر، ٹھٹھا، ایذا، گالی یہ سب اس کتاب کے برخلاف ہے۔ جھوٹ سے، لعنت سے، تکلیف اور ایذا دینے سے ممانعت اور لغو سے بچنا اس کتاب کا ارشاد ہے۔ صوم و صلوٰۃ اور ذکر شغل الٰہی کی پابندی اس کا اصول ہے"۔

(الحکم 24 / جون 1903ء)

کالج کے شاندار نتائج

دو سال بعد یونیورسٹی کے نتائج نے کالج کی شاندار کارکردگی کو ظاہر کیا۔ چنانچہ 1905ء کے یونیورسٹی کے 38 فیصد نتیجہ کے مقابلے میں کالج کا نتیجہ 75 فیصد رہا جبکہ ارد گرد کے کالجوں کا نتیجہ 50 فیصد تھا۔ اس شاندار نتیجہ نے قادیان میں کالج کے قیام کا جواز نہ صرف ثابت کر دیا۔ بلکہ اس بات کو محکم کر دیا کہ دینی تعلیم کسی صورت بھی عام تعلیم کے حصول میں رکاوٹ نہیں بلکہ طلباء کے ذہن کو جلاء بخشتی ہے۔

یونیورسٹی ایکٹ کا نفاذ اور کالج کی بندش

لارڈ کرزن وائسرائے ہند کے "یونیورسٹی ایکٹ" 1904ء نے حکومت کو تعلیمی اداروں میں مداخلت کے وسیع اختیارات تفویض کر دیئے تھے۔ اس قانون کی دفعہ نمبر 21 کے مطابق یونیورسٹی سے الحاق کے لئے تین کڑی شرائط تھیں:

- کالج کی مستحکم مالی حیثیت۔
- ٹرینڈ سٹاف کی دستیابی۔
- مستقل عمارت۔

ظاہر ہے یہ تینوں شرائط فی الحال ایک غریب لیکن پُرعزم جماعت کے لئے پوری کرنا مشکل تھیں۔ باوجود جوش و جذبے کے کالج مجبوراً بند کرنا پڑا کیونکہ جماعت احمدیہ کے خمیر میں ملکی قوانین کا احترام اور تعاون شامل ہے جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا اسی میں خیر و برکت تھی۔

کالج کا ازسرِ نو قیام

کالج کی بندش میں اللہ تعالیٰ کی کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ اول تو ثابت ہو گیا کہ جماعت کا وضع کردہ طریق تعلیم جس میں طلباء کے مذہب، رنگ و نسل سے بالا رہ کر یکساں تعلیم دی جاتی تھی، بہترین ہے۔ اور جسے سکول اور کالج کے ابتدائی قابلِ فخر نتائج نے ثابت کر دیا تھا۔ دوسرے خدائی حکمت تھی کہ کالج قانونی، مالی اور دنیاوی طور پر باوقار اور محکم بنیادوں پر قائم ہو۔ کالج کی بندش کے دوران کے وقفے میں سکول اور بورڈنگ کی مجوزہ عمارات مکمل ہوئیں۔ جماعت کی مالی حالت مستحکم ہوئی۔ کالج انتظامیہ کو اچھے طور پر حالات کو جانچنے کا موقعہ ملا۔ اساتذہ کو اپنی استعدادوں کو مزید بہتر بنانے کا موقعہ ملا۔

اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک دورِ خلافت کا آغاز ہوا آپ نے جماعت کے پہلے مشاورتی اجلاس میں کالج کے قیام کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

(منصبِ خلافت صفحہ 37)۔لیکن پچیس سال سے زائد کا لمبا عرصہ گزر گیا کالج کے دوبارہ اجراء کا موقع نہ پیدا ہوا۔لیکن اس دوران آہستہ آہستہ کالج کے لئے ایک مستحکم بنیاد فراہم کرنے کی تیاری ہوتی رہی۔سب سے اہم یہ کہ جماعتی ادارے مستحکم ہوئے اور ادارہ جات کی تقسیمِ کار مقرر ہوئی۔قواعد کی تدوین ہوئی۔اُس وقت جماعت کی زیادہ تر توجہ اندرون اور بیرونِ ملک اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ لٹریچر پر مرکوز رہی۔اخبارات اور رسائل کا اجراء ہوا۔بین الجماعتی رابطے استوار ہوئے۔اس طرح جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خداداد قیادت میں درجِ ذیل الہام کے مطابق مستحکم بنیادوں پر استوار ہوئی۔''بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید۔وپائے محمدیاں برمقام بلندتر محکم افتاد''۔

(تذکرہ صفحہ99)

کالج کے دوبارہ اجراء کی تیاریاں

آخر کار اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہ ساعتِ سعد آگئی، اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اور اقارب صحابہؓ کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آن پہنچا۔تیئسویں مجلس مشاورت میں بحث کے دوران دوبارہ کالج جاری کرنے کی الٰہی تحریک پیدا ہوئی اور چند افراد نے چشمِ زدن میں ہزاروں روپے جمع کر دیئے۔اور کئی ہزار روپے کے وعدے ہوئے۔ الحمدُللّٰہ۔

دیکھئے اب کیسے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے ایک ایک کر کے کھلتے چلے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے قانون کے مطابق مستقل عمارات تیار تھیں، مناسب تعلیم سے آراستہ اساتذہ مہیا تھے اور جماعت مالی لحاظ سے مستحکم تھی۔حضورؓ نے کالج کے منصوبے کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک کمیٹی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی صدارت میں مقرر فرمائی جس کے ممبران حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ ایم اے (آکسن)۔حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ بی اے۔مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) اور حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم اے (سیکریٹری) تھے۔

کمیٹی نے فوری طور پر کام کرنا شروع کردیا۔چنانچہ جنوری 1944ء کو پنجاب یونیورسٹی کی جائزہ کمیٹی قادیان آئی۔تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عالیشان عمارت اور وسیع گراؤنڈ دیکھ کر 45000 روپے کالج کی مد میں بینک میں داخل کرنے کی ہدایت کے ساتھ کالج کے قائم کرنے کی سفارش کردی۔چنانچہ 2؍جون 1944ء کو جماعت کو تعلیمی سال کے شروع سے کالج کے اجراء کی اجازت مل گئی۔ جس کا اعلان الفضل 5؍جون 1944ء میں کر دیا گیا۔ حضورؓ نے ابتدائی اخراجات کے لئے 7000 روپے کا بجٹ منظور فرمایا۔اور کالج کا نام "تعلیم الاسلام کالج" تجویز فرمایا۔اور فیصلہ فرمایا کہ کالج، تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت میں کھولا جائے اور فی الحال نویں اور دسویں کلاسوں کے ساتھ ایف اے کی کلاسیں جاری کی جائیں۔ مڈل کے لئے الگ عمارت تعمیر کی جائے۔کالج کے لئے کچھ عملہ سکول سے اور کچھ باہر سے لیا جائے۔

کالج کا پہلا سٹاف

کالج کمیٹی کی تجویز پر حضورؓ نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا تقرر پرنسپل کے طور پر منظور فرمایا۔اس وقت آپ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ کالج میں آپ کے سپرد اقتصادیات کی تدریس بھی تھی۔آپ کے علاوہ درجِ ذیل اساتذہ کا باقاعدہ تقرر عمل میں آیا۔

اخوند محمد عبدالقادر صاحب ایم اے۔بی ٹی لیکچرر انگریزی۔ قاضی محمد نذیر صاحب منشی فاضل مولوی فاضل۔ایف اے۔او ٹی لیکچرار فارسی و دینیات۔صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے، لیکچرار عربی۔رانا عبدالرحمٰن صاحب ناصر، لیکچرار ریاضی۔عباس بن عبدالقادر صاحب لیکچرار تاریخ۔عبدالعزیز چکوالوی صاحب ایم اے لیکچرار فلاسفی (ملازمت کے دوران فوت ہو گئے)۔چوہدری محمد علی صاحب ایم اے لیکچرار فلاسفی۔چوہدری عبدالاحد صاحب لیکچرار کیمسٹری۔عطاء الرحمٰن غنی لیکچرار فزکس۔ یحیٰ بن عیسیٰ صاحب ایم ایس سی لیکچرار کیمسٹری۔میاں عطاء الرحمٰن صاحب ایم ایس سی لیکچرار فزکس۔چوہدری محمد صفدر چوہان صاحب لیکچرار حساب۔شیخ محبوب عالم خالد صاحب ایم اے، بی ٹی لیکچرار اردو۔ملک فیض الرحمٰن فیضی صاحب ایم اے لیکچرار اکنامکس۔حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی لیکچرار کیمسٹری۔سید سلطان محمود شاہد صاحب ایم ایس سی لیکچرار کیمسٹری۔نصیر احمد خان صاحب ایم ایس سی لیکچرار فزکس۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد میں کئی فاضل اساتذہ تعلیم الاسلام کالج سے فارغ ہو کر زندگی وقف کر کے اپنی مادرِ علمی میں ساری عمر تدریس سے منسلک رہے۔

(فہرست کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ Al-Nahal U.S.A. Vol. 17, No.1, 2006)

اب نہ صرف کالج کی عظیم الشان عمارت دستیاب تھی بلکہ خدمت کے جذبے سے سرشار محنتی اساتذہ کی ایک ٹیم تیار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے'' تعلیم الاسلام تدریسی نظام'' کے تحت نہ صرف طلباء کے ذہنوں کو جلاء بخشی بلکہ اساتذہ کی راہنمائی فرمائی اور کالج کچھ ہی عرصے میں ملک کی بہترین درسگاہوں میں شمار ہونے لگا۔

غیر نصابی سرگرمیوں میں باقاعدہ کھیلوں کا انتظام تھا۔ پروفیسر عبدالقادر صاحب مرحوم کی نگرانی میں کالج یونین متحرک تھی۔اسی طرح مختلف مضامین کی سوسائٹیوں کے علاوہ مذہب اور سائنس اور ریسرچ سوسائٹیاں کام کر رہی تھیں۔1945ء میں بی اے۔بی ایس سی کی کلاسوں کا اجراء ہوا۔ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کو پنجاب یونیورسٹی اکیڈیمک کونسل کا ممبر چنا گیا۔الغرض کالج ہر لحاظ سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا چلا گیا۔

فضل عمر ہوسٹل کا اجراء

کالج کے نمایاں شاندار نتائج اور اساتذہ کے ہمدردانہ اور متوازن رویّے کے باعث کالج چند سالوں میں ہی علاقے بھر میں مشہور و معروف ہو گیا تھا۔مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم طلباء بھی بکثرت کالج میں داخل ہوئے۔ پہلے مہمان خانے کا ایک حصہ ہوسٹل کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔پھر فضل عمر ہوسٹل کی عمارت مکمل ہونے تک دارالانوار گیسٹ ہاؤس مکرم چوہدری محمد علی صاحب کی نگرانی میں ہوسٹل کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ 1944ء میں فضلِ عمر ہوسٹل کی عمارت مکمل ہوئی۔ہوسٹل کے طلباء باجماعت نمازوں کی ادائیگی اور درسوں میں التزام کے ساتھ حاضر ہوتے۔فضل عمر ہوسٹل یونین کے زیرِتحت تقریری مقابلہ جات میں حصہ لیتے۔

موسمِ گرما 1947ء کی تعطیلات اور پاکستان کے لئے مہاجرت

موسمِ گرما کی تعطیلات کے سلسلے میں کالج یکم جولائی 1947ء سے 27؍ستمبر تک بند رہنے کا اعلان ہو چکا تھا۔اس دوران ملک کے بٹوارے کے اعلان کے ساتھ 14؍اگست کے دن پاکستان قائم ہوا۔کئی جانکاہ سانحوں کو سمیٹے ہوئے دونوں نوزائیدہ ملکوں کے درمیان آبادی کا تبادلہ ہوا۔قادیان کا ضلع گورداسپور ہندوستان کے حصے میں آیا۔کالج کے پرنسپل اور کچھ اساتذہ اور طلباء کالج کے اموال و املاک کی حفاظت اور آبادی کے انخلا کی نگرانی کے سلسلے میں قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔

تعلیم الاسلام کالج کے پہلے شہید طالب علم

جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے تعلیم الاسلام کالج کو بہترین انتظامیہ، اساتذہ اور طلباء سے نوازا وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی کو دین پر نچھاور کرنے والے بھی عطا فرمائے۔جواں سال محمد منیر خان شامی ولد ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب ابو حنیفی جو تعلیم الاسلام کالج کے بی ایس سی کے طالبِ علم اور واقفِ زندگی تھے۔ہدایت کے مطابق اپنے محلّہ میں حفاظتی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ سکھ حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے۔آخر کار حملہ آوروں نے رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پیچھے سے حملہ کیا، جانبر نہ ہو سکے اور تعلیم الاسلام کالج کے پہلے شہید کا درجہ پا گئے۔الحمدُ للّٰہ

(باقی آئندہ شمارہ میں)

تبلیغ کی اہمیت اور فضیلت

مرسلہ: افتخار احمد چیمہ۔جرمنی

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی مُصلح موعودؓ ارشاد فرماتے ہیں:

''نماز ایک درخت ہے جب اِس کا بیج بویا گیا تو وہ یقیناً پھل دے گا۔اسی طرح روزہ ایک درخت ہے جو پھل دے گا۔حج، زکوٰۃ ، بندوں کے ساتھ حسنِ سلوک وغیرہ علیحدہ علیحدہ درخت ہیں جو پھل دیں گے۔لیکن جس دن موت آگئی اُسی دن اِن درختوں کا پھل لگنا بھی بند ہو جائے گا۔جتنے درخت لگ چکے ہیں وہ ضرور پھل دیں گے لیکن وہ آگے بڑھ نہیں سکیں گے۔پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ فرماتے ہیں کہ بہتر نیکی وہی ہے جو دائم رہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا پھل دائمی ہے کیونکہ پھل تو ہر نیکی کا دائمی ہوتا ہے۔نماز کے بدلہ میں جو جنّت ملتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتی ہے۔یہ نہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد واپس لے لی جائے گی۔اِسی طرح زکوٰۃ ، حج وغیرہ عبادات کے بدلہ میں ہمیشہ کے لئے ہی انسان جنّت میں داخل ہوتا ہے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے تو اِس کے لئے ہمیں کوئی اور میدان تلاش کرنا پڑے گا۔ورنہ اِن معنوں میں تو ہر نیکی دائم رہنے والی ہے۔دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اُس نیکی سے ہے جو موت کے بعد بھی نیک عمل جاری رکھنے کا باعث ہو اور کبھی بند نہ ہو۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ایسی نیکیاں تین ہیں جو موت کے بعد بھی جاری رہتی ہیں اور جن کے متعلق یقینی ثبوت موجود ہیں اِن میں سے ایک تبلیغ ہے۔جب اِنسان دوسرے کے لئے سچی ہدایت کا باعث ہوتا ہے تو جب تک وہ ہدایت باقی رہتی ہے اُس کا اجر ملتا رہتا ہے۔مثلاً اُس نے ایک شخص کو سیدھا راستہ دکھایا وہ آگے کسی اور کی ہدایت کا موجب ہوا۔پھر اُس نے آگے کسی اور کو تبلیغ کی اور اُسے راہ راست پر لایا تو یہ سلسلہ جب تک جاری رہے گا سب کی نیکیوں میں سے اُسے بھی حصّہ ملتا رہے گا۔دیکھ لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں، روزے اور حج وغیرہ نیکیاں اگرچہ ختم ہو گئیں لیکن آپ کی تبلیغ کی نیکی آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔دوسری نیکی تعلیم ہے۔تبلیغ اسے کہتے ہیں کہ غیر مذاہب لوگوں کو مذہب حقّہ کی طرف ہدایت دینا اور تعلیم کے معنے ہیں اِس میں داخل ہونے والوں کو مذہب کا صحیح مفہوم بتانا''۔

(خطباتِ محمود جلد13صفحہ640تا642)

پھر مزید فرماتے ہیں:

''بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم میں خود غلطیاں ہیں لوگوں کو کیسے سمجھائیں مگر اُن کا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جو دوسروں کو سمجھاتا ہے وہ نیکی کرتا ہے اِس لیے تبلیغ کرنا نیکی کرنا ہے اور اِس سے رکنا غلطی ہے اور ایسی غلطیاں درست نہیں ہوتیں جب تک نیکیاں نہ کی جائیں۔پس تبلیغ کرنا خود نیکی کرنا ہے جو ان کی غلطیوں کو بھی درست کرسکتی ہے''۔

(خطباتِ محمود جلد10صفحہ240)

بعض احباب کا خیال ہوتا ہے کہ ہم ایسے بن جائیں کہ لوگ ہمیں دیکھ کر احمدی ہونا شروع ہو جائیں بے شک یہ ایک اعلیٰ معیار ہے مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں بلکہ زمینی حقائق تو یہ ہیں کہ ہم جیسے بھی ہیں تبلیغ کا آغاز کر دینا چاہیے ورنہ تو پھر ایک بڑی تعداد تبلیغ کے دھارے سے باہر ہو جائے گی جب کہ حکم یہ ہے کہ'' جماعت کا ہر فرد تبلیغ کرے''۔

(مشعلِ راہ جلد اول صفحہ153)

مزید فرمایا:

''دوسری مثال اُس شخص کی ہے جو معلم تو ہے مگر عامل نہیں۔وہ دین سیکھتا ہے، اُس کے احکام سنتا ہے، اُس کی تعلیموں سے واقفیت رکھتا ہے مگر خود دیندار نہیں ہوتا ۔ایسا شخص چونکہ خدا اور اُس کے رسول کی باتیں دوسروں تک پہنچاتا رہتا ہے اِس لئے وہ بھی ایک مفید وجود ہوتا ہے۔گو ذاتی طور پر وہ اِس سے فائدہ نہیں اُٹھاتا۔

(تفسیرِ کبیر جلد2 صفحہ322 ازحضرت مُصلح موعودؓ مطبوعہ از لندن)

جماعت کی زندگی دو چیزوں میں ہے۔ ایک خلافت اور ایک شوریٰ۔

مجلسِ شوریٰ سے خلافت کوتقویت ملتی ہے اور خلافت سے مجلسِ شوریٰ کو صحت عطا ہوتی ہے۔

(مجلس شوریٰ کے تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی فرمودہ بعض اہم ہدایات)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اپریل 1994ء میں فرمایا:

❋......"پس یادرکھو مجلسِ شوریٰ کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ جماعت احمدیہ بھائی بھائی بنی رہے اور بھائیوں کی طرح ایک جان ہو جائے یا "ایک جان دو قالب" جس طرح محاورہ مشہور ہے، خواہ قالب الگ الگ ہوں جان ایک ہی رہے۔ایسی صورت میں جو مشورے ہوتے ہیں وہ بہت گہری فراست کے علاوہ تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب ایک خاندان کے لوگ جو آپس میں پیار رکھتے ہیں، محبت کرتے ہیں، جب کسی مسئلے کے متعلق اکٹھے ہوکر، سر جوڑ کر باتیں کرتے ہیں تو مشوروں کے دوران گہری سنجیدگی پائی جاتی ہے، ہمدردی پائی جاتی ہے اور غوروفکر کے لئے ہر انسان گہرا انہاک رکھتا ہے اور یہی وہ روح ہے جو جماعت احمدیہ کی مجالسِ شوریٰ میں زندہ ہے اور ہمیشہ رہنی چاہئے۔اس کے بغیر جماعت احمدیہ کی شوریٰ یا مجالسِ مشاورت اپنے مقاصد کو نہیں پاسکیں گی"۔

❋......"قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیفِ قلب کا ایک دوسرے سے اکٹھے ہوکر بھائیوں کی سی شکل اختیار کر جانے کا ،مجلس شوریٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ آپس کی الفت نہ ہو تو مشورے بے معنی، بے حقیقت بلکہ بسا اوقات نقصان دہ ہو جاتے ہیں اور شوریٰ کا اعلیٰ مقصد ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔اس لئے ہر مجلس شوریٰ میں دنیا میں کہیں بھی منعقد ہو، خواہ وہ جماعت کی عمومی مجلس شوریٰ ہو یا ذیلی مجالس کی ہوں، اس نصیحت کو خوب پلے باندھ لینا چاہئے کہ شوریٰ کے دوران بھی کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے کسی بھائی کی دلشکنی ہو اور شوریٰ کے علاوہ بھی محبت کا ماحول قائم کرنا شوریٰ کے بابرکت ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے"۔

❋......" میرے نزدیک جماعت کی زندگی دو چیزوں میں ہے ایک خلافت اور ایک شوریٰ۔ یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کے اندر جماعت کی بقا کا راز ہے۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اپنے دلوں میں اس کو جاگزیں کرلیں، اپنی فطرت ثانیہ بنا لیں کہ خلافت سے وابستگی اور مجلس شوریٰ سے اس کے تمام لوازم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے احترام اور ادب کا تعلق اور اس نظام کو تقویت دینا جماعت کی بقا کے لئے انتہائی ضروری ہے"۔

❋......"بسا اوقات سالہا سال کے مجالس شوریٰ کے ایجنڈے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ یا بعض جماعتوں کو مسلسل یہ شوق رہتا ہے کہ ہم ضرور اس میں حصہ لیں اور وہ کوشش کرکے بناوٹ کے ساتھ مشورے بھجوانے کی کوشش کرتے ہیں یا جماعتیں کرتی ہیں، اور ایسے مشورے غیر حقیقی اور بے معنی سے دکھائی دیتے ہیں بعض دفعہ ان کو رستے ہی میں روک لیا جاتا ہے، بعض دفعہ جب شوریٰ تک پہنچ بھی جائیں تو عجیب سے دکھائی دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کسی نے کوشش سے، بناوٹ سے یہ بات پیش کی ہے۔ مشورہ وہی حقیقی مشورہ ہے جو ازخود ضرورت کے مطابق دل سے پھوٹے"۔

❋......"شوریٰ کیا ہے؟ شوریٰ دلوں کو باندھنے کا ایک ذریعہ ہے اور شوریٰ سے جتنا اعتماد، انتظام جماعت میں پیدا ہوتا ہے بہت کم دوسرے ذرائع سے پیدا ہوتا ہے یا خلیفہ وقت کا براہِ راست جماعت سے ایک تعلق ہے اور باہمی اعتماد کا ایک تعلق ہے یا پھر مجلس شوریٰ کا جماعت کے ساتھ ایک باہمی اعتماد کا تعلق ہے۔ ....مجلس شوریٰ کے ذکر میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ نظام جاری فرمایا وہیں اس سے پہلے دلوں کو باندھے جانے، آپس کی محبت کے ذکر اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس خلق کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر تو ان کے لئے نرم نہ ہو جاتا تو یہ لوگ یوں کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کو آپس میں اکٹھا کرنے اور جماعت کی باہمی محبت کی حفاظت کرنے کے لئے ہر دل کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل کی نقل کرنی ہوگی"۔

❋......"پس وہ چیز جس نے ہمیشہ مجلس شوریٰ کو صالح رکھنا ہے وہ آپ کی محبت ہے۔ اگر ایک دوسرے سے پیار رکھیں گے، ایک دوسرے سے محبت کا سلوک کریں گے، اپنے بھائی کا دل دُکھانے سے پرہیز کریں گے، اسے گناہ کبیرہ سمجھیں گے اور اگر غلطی سے دل دکھایا گیا ہے تو معافی طلب کریں گے تو پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اندر وہ آپس کا محبت کا رشتہ اور گہرا ہوتا چلا جائے گا کیونکہ یہ بھی ایک انسانی فطرت کا بنیادی راز ہے کہ محبت یا بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے، کسی مقام پہ ٹھہرا نہیں کرتی"۔

❋......"پس مجلسِ شوریٰ کی حفاظت کے لئے آپس کی محبت کی حفاظت ضروری ہے۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ مجلسِ شوریٰ کے اندر تو لازماً بلا استثناء اس قدر تاکید کے ساتھ نگرانی ہونی ضروری ہے کہ ادنیٰ سی بات بھی جو طعن وتشنیع کا رنگ رکھتی ہو اس کو نظامِ شوریٰ برداشت نہ کرے اور ایسے معاملات کو مرکز کے علم میں لانا ضروری ہے۔ وہاں موقع پر نصیحت بھی ضروری ہے اور اگر یہ سمجھا جائے کہ بات ان کی مقامی جماعت کی طاقت سے باہر ہے تو پھر اس کو مرکز کے علم میں لانا ضروری ہے"۔

❋......"تمام دنیا کی مجالس شوریٰ کو یہ ہدایت ہے کہ اپنی شوریٰ کی رپورٹیں ہمیں بھجوایا کریں"۔

❋......"عفو کا مضمون جو ہے اس کا تعلق ایسی کمزوریوں سے ہے جن کا زیادہ تر اثر آپ کی ذات پر پڑتا ہے۔ اگر ایسی کمزوریاں ہیں جو نظام جماعت میں رخنہ ڈالنے والی ہوں تو وہاں عفو کا کوئی تعلق نہیں ہے"۔

❋......"عفو کا ایک محل ہے، موقع ہے، اس کے اندر رہتے ہوئے ضرور عفو سے کام لینا چاہئے اور عفو کا بہت زیادہ تعلق انسان کی ذاتی تکلیف سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہر اس تکلیف پر غیر معمولی عفو کا سلوک فرمایا ہے جو آپ کی ذات کو پہنچی تھی۔ لیکن نظام جماعت پر جب ضرب پڑی ہے تو آپ نے عفو کا سلوک نہیں کیا کیونکہ وہ امانت ہے۔ عفو کا ایسے جرم سے تعلق ہے جو آپ کے خلاف ہو اور جس میں آپ مالک ہوں چاہیں تو یہ سلوک کریں، چاہیں تو وہ سلوک کریں۔ مگر جہاں آپ امین بن جاتے ہیں، امانت دار ہیں، اللہ تعالیٰ کی امانت آپ کے سپرد ہے وہاں نہ صرف یہ کہ عفو کے سلوک کی اجازت نہیں بلکہ قرآن کریم نے مومنوں کی اس تربیت کے پیشِ نظر ان کو متنبہ کیا ہے کہ جب خدا کے حکم کے تابع تم ایک آدمی کو سزا دے رہے ہو تو پھر یاد رکھنا وہاں نرمی کرو گے تو گنہگار بن جاؤ گے، تمہیں وہاں نرمی کا حق نہیں ہے"۔

❋......"پس جماعت میں اگر مجلس شوریٰ کی روح کو زندہ رکھنا ہے تو عفو پر اس طرح عمل کریں جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کیا۔ دین کی غیرت کی راہ میں عفو کو کبھی حائل نہیں ہونے دیا"۔

❋......"مجلسِ شوریٰ جماعت کے باہمی تعامل کا نام ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی تربیت ہوتی ہے۔ تو مجھے یاد ہے ہمیشہ مجلسِ شوریٰ میں ہم دیکھا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہی بعد میں رواج رہا اکثر معاملات میں مشوروں پر بہت غور کرتے، ان کو سراہتے اور ان کی تائید میں فیصلے دیتے اور بعض دفعہ ان کے برخلاف فیصلے دیتے۔ بعض دفعہ تکلیف بھی محسوس کرتے اور بعضوں کو سمجھاتے کہ تم نے یہ غلط کیا ہے، یہ مشورہ دینا ہی نہیں چاہئے تھا۔ یہ نادانی ہے، یہ ناسمجھی ہے۔ لیکن کبھی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے نتیجہ میں جماعت کے دل میں کوئی منفی ردعمل پیدا ہوا ہو۔ بلکہ وہ واقعات، وہ مواقع جن میں خلیفۂ وقت نے شوریٰ کی بات نہیں مانی، اپنی تسلیم کروائی ہے، وہ ہمیشہ کے لئے خلافت کی تائید میں ایک زندہ ثبوت بن گئے کہ وقت نے ثابت کیا کہ وہی بات درست تھی اور اکثریت کے فیصلے غلط تھے۔ یہ ہے مجلس شوریٰ۔ اور اس کی روح کو قائم رکھنے کے لئے آپس کا اعتماد ضروری ہے"۔

❋......"پس مجلس شوریٰ میں ان باتوں کو ضرور ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں، آج بھی اور کل بھی۔ اگر ان باتوں پر آپ عمل کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت ہمیشہ زندہ رہے گی اور مجلسِ شوریٰ سے خلافت کو تقویت ملتی اور خلافت سے مجلس شوریٰ کو صحت عطا ہوتی ہے۔ پس ان دونوں باتوں کے نتیجے میں جماعت کی زندگی کی ہمیشہ ہمیش کے لئے ضمانت میسر آئے گی۔ پس تقویٰ کے ساتھ مشورے دیا کریں، محبتیں بڑھانے کے فیصلے کیا کریں اور جیسا کہ مَیں نے مثال دی ہے مشورہ سوچتے وقت ان باتوں کو سوچا کریں جو آپ کے دل سے ازخود اخلاص کے ساتھ اٹھ رہی ہیں"۔

❋......"تمام مجالسِ شوریٰ کے فیصلے جن کو آپ سمجھتے ہیں وہ مشورے ہیں۔ فیصلہ اس وقت بنتے ہیں جبکہ امام وقت ان کو قبول کرلیتا ہے اور وہ فیصلے بنتے ہیں جس شکل میں وہ ان کو قبول کرتا ہے"۔

❋......"مشاورت امانت ہوا کرتی ہے۔ اس کے وہی حصے باہر بیان ہونے چاہئیں جن کی اجازت ہو ورنہ آپس کے مشورے ایک امانت کا رنگ رکھتے ہیں اور خصوصیت سے جو تبلیغی منصوبے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ان میں یہ امانت کا پہلو زیادہ غالب ہے۔ تو اپنے مشوروں کو امانت کے ساتھ دیں اور امانت کے ساتھ ہی اپنے سینوں میں لے کر واپس جائیں۔ اتنے پہلو ظاہر فرمائیں جن پہلوؤں کے متعلق مجلس شوریٰ یا صدرِ مجلس کی ہدایت ہے کہ ان کو عام کریں ورنہ باقی جو آپس کی سوچیں ہیں ان میں غوروفکر ہونا چاہئے اور آپ پر خدا کی طرف سے عائد کردہ امانت آپ کے دل میں ہی محفوظ رہنی چاہئے۔ بعض دفعہ بے تکلّف اور غیر محتاط تبصرے نقصان پہنچا جاتے ہیں اور اس سے دشمن کو خواہ مخواہ شرارت کا موقع مل جاتا ہے"۔

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم ازکم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تاکہ کم ازکم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم ازکم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی"۔

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

اربوں ارب بنی آدم کو ایک لامتناہی مدت تک دیتا چلا جائے اور پھر اچانک محض اس لئے کہ وہ عادل ہے اربوں ارب انسانوں کی لامتناہی لعنتوں کے بدلہ میں ایک معصوم کو تین روز لعنت کا شکار کردے۔

عیسائیت کے خدا کے عدل کا ایک یہ بھی عجیب تقاضا ہے کہ گنہگار انسان کو سزا سے بچانے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ان کی سزا کسی معصوم کو دے دی جائے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس عدل کو کیا نام دیا جائے؟ ظلم کہیں یا جنون یا سفّاکی یا پھر اس کا نام تمسخر رکھ دیں کہ وہ عدل جو عیسائی دنیا خدا کی طرف منسوب کررہی ہے ان تمام صفات کا ایک حیرت انگیز امتزاج ہے جو تثلیث کے امتزاج سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ یہ عدل ایک ہی وقت میں عدل بھی ہے اور ظلم بھی اور حماقت بھی پھر بھی ایک ہی ہے یعنی عدل۔ پس اس لحاظ سے کفارہ کا عقیدہ صرف اپنی مجموعی صورت ہی میں Mystery یعنی معمّہ نہیں بلکہ اس کا ہر جزو اپنی اپنی جگہ ایک علیحدہ معمّہ ہے"۔

کفارہ کی رُو سے عیسائی خدا اندھیر نگری کا چوپٹ راجہ

"کہتے ہیں کہ ایک نگری تھی جسے اندھیر نگری کہا جاتا تھا اور اس نگری کا ایک راجہ تھا جسے چوپٹ راجہ کہتے تھے۔ اس نگری میں بھی ایک قسم کا مشینی انصاف چلتا تھا اور عدل اور مساوات کا یہ عالم تھا کہ ہر چیز مٹی ہو یا پتھر یا سونا یا مٹھائی دو پیسے سیر بکا کرتی تھی۔ وہاں ایک روز مشتبہ حالات میں ایک آدمی قتل ہوا پایا گیا اور قاتل پکڑا نہ گیا۔ پولیس نے راجہ کے عدل کے تقاضا کو پورا کرنے کی خاطر ایک شخص کو شبہ میں گرفتار کرلیا۔ اس نے کوئی عذر پیش کیا۔ انہوں نے ایک اور کو پکڑ لیا اور اس نے کوئی عذر پیش کیا۔ انہوں نے ایک اور کو پکڑ لیا۔ چنانچہ ایک لمبی کہانی ہے تان اس کی یہاں آ کر ٹوٹتی ہے کہ وہ آخری شخص جو قاتل قرار دیا گیا اس غریب کا اس قتل میں اتنا بھی ہاتھ نہیں تھا جتنا مسیح کے افعال کا ہمارے گناہوں میں ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ آدمی مارا گیا تھا اس لئے اس کے بدلہ میں کسی آدمی کی جان لی جانی ضروری تھی۔ بادشاہ نے خاص شاہی فرمان کے ذریعہ اسی لئے اسے تختۂ دار پر لٹکانے کا فیصلہ دے دیا لیکن جب پھانسی کا پھندہ اس کی گردن میں ڈالا گیا تو معلوم ہوا کہ اس ناتوان کی گردن اتنی سوکھی ہوئی ہے کہ موجود پھندے سے اسے پھانسی دی ہی نہیں جاسکتی اور ملک کا عدل بے قرار تھا کہ بغیر تاخیر کے مقتول کا انتقام لیا جائے۔ چنانچہ جب اس عادل راجہ کے حضور اس دشواری کو پیش کیا گیا تو اس نے فیصلہ فرمایا کہ اچھا اگر اس کی گردن پھندے میں نہیں آتی تو پھر جس کی گردن اس پھندے میں آتی ہے اسے پھانسی دے دو۔

پس اگر یہ کائنات اندھیر نگری ہے اور نعوذ باللہ اس کائنات کا خدا چوپٹ راجہ ہے تو پھر یہ ضرور ممکن ہے کہ بنی نوع انسان کے تمام گناہوں کی سزا میں خدا کے معصوم بیٹے کو تختہ دار پر چڑھا دیا جائے۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اے عیسائیو! اپنے خالق اور مالک پر یہ ظلم نہ توڑو، اس رحیم وکریم پر یہ افتراء نہ باندھو اور اسے کائنات کی سب سے زیادہ ظالم، سفّاک اور غیر عاقل ہستی کے طور پر پیش نہ کرو۔ کیوں عدل کے نام پر اسے ظالم قرار دیتے ہو اور عقل کے نام پر غیر عاقل؟

('خطبات طاہر' صفحہ 37-57۔ناشر طاہر فاؤنڈیشن ربوہ۔اشاعت دسمبر 2006ء)

یہ فاضلانہ لیکچر تاریخ، جدید سائنس، فلسفہ اور نفسیات سے مرقع ہے جس پر 43 سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ کیتھولک، پروٹسٹنٹ، گریک چرچ، یہوواہ وٹنس اور دوسری سینکڑوں عیسائی تنظیموں نے اس دوران کھربوں ڈالر اور اربوں پاؤنڈ اور بے شمار روپے کفارہ کی منادی اور حضرت مسیح کی قربانی کا بکرا ثابت کرنے میں ضائع کرڈالے ہیں مگر بشمول پوپ صاحب اب تک سب عالمی کلیسیاؤں کو ان حقائق کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہوسکی اور نہ قیامت تک ہوگی۔ بھلا شیر خدا کے مقابلہ میں مسیح کی بھیڑیں کیسے ٹھہر سکتی ہیں۔ ؎

مرے پکڑنے پہ قدرت تجھے کہاں صیّاد
کہ باغِ حُسنِ محمدؐ کی عندلیب ہوں مَیں

تم بھی سنو وہ نغمہ جو گاتا ہے آسماں

خلیفۂ وقت کا خطبہ سننے کا خاص اہتمام کریں

(ابن کریم)

ایک دن خطبہ سے کچھ دیر پہلے مجھے قریبی مارکیٹ میں بچوں کے لئے کچھ فوری ضرورت کی اشیاء لینے کی غرض سے جانا پڑا۔ وہاں اشیاء کی خریداری کے بعد مَیں نے دوکاندار دوستوں کو خطبہ سننے کی طرف توجہ دلائی یہ تو خیر میرا بیس سالہ تجربہ ہے کہ جب بھی آپ کوئی مرکزی آواز پہنچائیں تو فوری طور پر سب سے پہلا انداز یہ ہوتا ہے کہ آنکھیں احترام اور ادب سے جھک جاتی ہیں۔ پھر معذرت خواہانہ انداز میں کہا جاتا ہے کہ ہم ابھی یہ کام کرتے ہیں یا آئندہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

بہرحال مَیں یہ بات اس لئے زیر بحث لا رہا ہوں کہ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ اہم نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یاددہانی کرواؤ کیونکہ یاددہانی فائدہ دیتی ہے۔ یہ صفات خدا کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ میں نمایاں پائی جاتی ہیں کہ یاددہانی کروانے والے کو بھی حجاب محسوس نہیں ہوتا اور جس کو یاددہانی کروائی جاتی ہے وہ بھی خوش دلی سے قبول کرتا ہے۔ یونہی سمجھ لیجئے آسمانی بارش زرخیز زمینوں پر طرح طرح کی خوشنما، خوش رنگ اور ثمردار کھیتی اگاتی ہے۔

بہرحال مَیں نے جب خطبہ جمعہ کو سننے کی طرف توجہ دلائی تو وہیں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان دوڑ کر میری طرف آئے اور کہا کہ شکریہ جو آپ نے ان کو توجہ دلائی تو مجھے بھی احساس ہوگیا۔ دراصل مَیں گھر سے نکلا خطبہ کے متعلق یاد تھا مگر اب ذہن سے محو ہوگیا تھا۔ وہ نوجوان چونکہ سندھ سے آئے ہوئے تھے اور مجھے بڑی دیر بعد ملے تھے میرا ہاتھ پکڑ کر حال احوال دریافت کرنے میں مصروف ہوگئے۔ مَیں نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا مجھے جانے دیں کیونکہ میرے خیال میں ادب کا تقاضا یہ ہے کہ حضور انور کی تشریف آوری سے پہلے ہمیں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہوا ہونا چاہئے اور حضور کے سلام کو بڑی محبت اور عقیدت سے سننا چاہئے۔ اس سلام پر اگر غور کریں تو ہمارے بہت سے مسائل اور تکالیف کا حل نظر آتا ہے بلکہ میرے خیال میں تو ہمارے خطوط کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ تم پر سلامتی ہو، خدا کی رحمتیں اور اس کی برکات ہوں جسے خدا منصب امامت پر فائز فرمائے اس کے منہ سے یہ بابرکت الفاظ کتنی بڑی مقبولیت رکھتے ہیں۔ اور پھر سورۃ فاتحہ اور قرآنی آیات کو اس درجہ محبت واحترام سے سننا چاہئے کہ گویا وہ قبولیت کا لمحہ ہوتا ہے۔

اور پھر یہ دیکھیں کہ سورۃ فاتحہ میں کیا کیا دعائیں مانگی گئی ہیں۔ حمد باری تعالیٰ ہے، اس کی محبوب ترین صفات رحمٰن اور رحیم کے حوالے سے عبادت میں استعانت کی دعائیں اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں چھپی ہوئی یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ امام کی زبان میں اِھْدِنا کی دعا مانگی گئی ہے اگر ہم بھی پوری توجہ سے اور درد والحاح سے امام کی زبان سے ادا ہوتے ہوئے یہ الفاظ مبارکہ سنیں تو کیا معلوم وہ قبولیت کی گھڑیاں ہوں اور ہمیں بھی ہدایت کے راستوں کی رہنمائی میسر آسکے اور انعام یافتہ گروہ میں ہم بھی شامل ہو جائیں اور پھر تکرار سے مَیں عرض کرتا ہوں کہ ہماری عاجزانہ دعاؤں کی قبولیت مرہون منت ہے اس بات کی کہ ہم امام کی اقتداء میں ان عظیم الشان دعاؤں کے وقت آمین کہیں۔ اس کے طفیل ہماری دوسری دعائیں بھی قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔

بہرحال ان ساری باتوں سے توجہ دلانا مقصود صرف یہ ہے کہ عموماً جو یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ چلو خطبہ میں شامل ہو ہی جانا ہے اور جو اصل مغز اور روح ہے اس کی طرف بعض دفعہ عدم علم کی وجہ سے توجہ نہیں رہتی۔

رسول اکرم ﷺ نے جو اہمیت خطبہ کی بیان فرمائی ہے کہ اس کے دوران خاموش بھی نہیں کروانا چاہئے۔ پھر نماز جمعہ کے لئے آنے والوں کے جو فضائل اور برکات مختلف انعامات کی شکل میں بیان فرمائی ہیں ان پر اگر غور کیا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ امام کے خطبہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ جو پہلی اذان کے وقت آتا ہے یہ فضیلت ہے اور جو دوسری اذان کے بعد آئے اس کو اتنا ثواب۔ تھوڑے سے غور کے بعد ہی یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ دراصل امام کے خطبہ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور جب مزید بات کو گہرائی سے دیکھا جائے تو خداتعالیٰ نے اسی متبرک نام کو مزید عظمت اور برکت دیتے ہوئے قرآن کی ایک سورۃ کا نام ہی جمعہ رکھ دیا اور پھر اس میں بھی اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے من وعن قدم بقدم کھڑے ہونے والے کو صاحب علم کتاب ہی کے ذریعہ تزکیہ نفس اور علوم کی فراوانی ممکن ہو سکتی ہے اور یہ بھی فضل الٰہی کا معیار ٹھہرے گی۔ فضل ہی ہے جو اس کا اہل ہوگا اس کے سر پر سہرا ہوگا جس پر فضل ہو اس کی کیا خوبصورت انداز میں خود صاحب فضل بیان کرتے ہیں۔ ؎

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے
فضل پر تیرے ہے سب جہد وعمل کا انحصار

اور اس فضل الٰہی کے وارث کے مقابل پر بیشک سواریوں پر لدے ہوئے کتابوں کے ڈھیر لئے ہوئے ہوں مگر پیٹھ اس کی طرف ہو تو آسمان کی زبان میں حمیر ہی کہلائیں گے۔ یا رسول اللہ کی وہ وعید کہ امام سے پہلے سجدہ کرنے والا گدھے کے سر والا کہلائے گا۔

اب جب اس انداز سے یہ باتیں من وعن پوری ہوتی نظر آتی ہیں تو پھر خاص اہتمام سے ان کی طرف توجہ کیوں نہیں.................

مَیں جب بھی اس مضمون پر غور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں تو وہ بڑا ہی مشہور واقعہ جو کہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بارہا دہرایا اور پڑھا جاتا ہے سامنے آجاتا ہے۔

غالباً سیالکوٹ کا واقعہ ہے کہ ایک کمرہ میں جہاں اور بھی چند ساتھی سوئے ہوئے تھے رات کو کڑیوں کی آہٹ کی وجہ سے آپ نے محسوس کیا کہ چھت گرنے والی ہے۔ زبردستی اور بڑے اصرار سے ساتھ والوں کو اٹھایا۔ جب سب ساتھیوں کو یکے بعد دیگرے بار بار اصرار کر کے باہر نکالا اور جونہی آپ نے اپنا پاؤں اٹھایا چھت دھڑام سے گرگئی۔

میرے دوستو! عزیزو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم بقدم چلنے والا امام خدا نے ہمیں دیا ہے۔ اس کا قدم گھر میں پڑنے دیں۔ بڑی بڑی مصیبتوں سے بچے رہیں گے اور بلاشبہ یہ امن کی راہ ہے، سلامتی کا دروازہ ہے۔ ایسے ہی امور کی نشاندہی پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کس خوبصورت انداز میں فرمارہے ہیں۔

"اللہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ اس زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی بھی اس نے سعادت عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے۔ ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو"۔ ('خطبات مسرور'۔ جلد اول۔ صفحہ 255)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ۔12/ فروری 2007ء)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صحابہ رسولؐ کی راست گفتاری اور امانت و دیانت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31/اکتوبر 2005ء میں مکرم رحمت اللہ شاکر صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں آنحضور ﷺ کے صحابہؓ کی راست گفتاری اور امانت و دیانت کے چنیدہ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

صحابہ کرامؓ **راستی اور صدق بیانی** کے پیکر اور جیتی جاگتی تصویریں تھیں۔ دنیا کا بڑے سے بڑا نقصان اور خوفناک سے خوفناک سزا کا خوف بھی ان کو جادۂ صداقت سے منحرف نہ کرسکتا تھا۔

☆ فتح مکہ کے بعد جب آنحضرت ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو مصلحت و منشائے الٰہی کے ماتحت اس میں قریش کے ساتھ ترجیحی سلوک روا رکھا۔ اس پر ایک کم فہم انصاری نے معترضانہ رنگ میں نکتہ چینی کی۔ آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ کو تکلیف ہوئی۔ آپؐ نے انصار کو طلب کرکے اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ انصار نے اپنے آدمی کی اس نادانی پر کوئی پردہ ڈالنے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کی بلکہ من وعن صحیح صحیح بات بیان کردی اور آخر میں کہا کہ یہ ایک نادان کی نادانی اور کم فہمی ہے ورنہ ہمارے دلوں میں ایسا کوئی خیال قطعاً نہیں آیا۔

☆ غزوۂ تبوک میں حضرت کعب بن مالک شریک نہ ہوئے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس اپنی اس غفلت کے لئے کوئی صحیح عذر بھی نہ تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان سے سراسر کوتاہی ہوئی تھی۔ واپسی پر آنحضرت ﷺ نے اُن سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے سزا کے خوف سے اپنی غفلت پر پردہ ڈالنے کی قطعاً کوشش نہیں کی اور کسی بہانہ سازی کی بجائے صاف الفاظ میں اپنی غلطی کا اقرار کرلیا۔

☆ حضرت ماعز بن مالکؓ ایک نوجوان صحابی تھے۔ ایک دفعہ ان سے ایک لغزش سرزد ہوئی۔ بعد میں انہیں جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو غفلت کا پردہ اُٹھتے ہی اللہ تعالیٰ کا رعب ایسا طاری ہوا کہ بے چین ہوگئے اور بے تابانہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کیجئے۔ آنحضرتؐ نے چشم پوشی سے کام لیا اور فرمایا: جاؤ خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہو اور اسی کے حضور توبہ کرو۔ ماعزؓ یہ جواب سن کر لوٹے مگر جو لغزش ہوچکی تھی اس نے اطمینان قلب کھو دیا تھا۔ چنانچہ پھر واپس آئے اور دل کی بیتابی سے مجبور ہوکر پھر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کیجئے۔ آپؐ نے پھر چشم پوشی فرمائی اور پھر یہی فرمایا کہ جاؤ خدا تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اسی کے حضور توبہ کرو۔ یہ ارشاد سن کر آپ لوٹنے کو تو پھر لوٹ گئے۔ مگر قلبی کیفیت نے بالکل بے بس کر رکھا تھا۔ اس لئے چند قدم جانے کے بعد پھر ایک وارفتگی کے عالم میں واپس ہوئے اور پھر یہی درخواست کی کہ یارسول اللہ! مجھے پاک کیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا تم کس چیز سے پاک ہونا چاہتے ہو۔ ماعزؓ نے نہایت ندامت سے ماجرا عرض کیا۔ ان کی یہ صاف بیانی اور رضاکارانہ اقبال جرم کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو بھی حیرت ہوئی اور آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص مجنون تو نہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اس نے شراب تو نہیں پی ہوئی۔ ایک شخص نے منہ سونگھ کر بتایا کہ شراب کی کوئی بو نہیں آتی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ماعز! کیا تم نے واقعی یہ جرم کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یارسول اللہ واقعی مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی۔ اس پر آپؐ نے سنگساری کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی ستاری کی پرواہ نہیں کی اس لئے انہیں شریعت کی ظاہری سزا بھگتنی پڑی۔ اگر وہ توبہ اور استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ ستار ہے، ان کو سچی توبہ پر بخش دیتا اور انہیں اس سزا سے بھی بچالیتا۔

☆ مریسیع کے مقام پر آنحضرت ﷺ کی شان میں عبداللہ بن ابی نے ناپاک الفاظ استعمال کئے جو ایک بچہ زید بن ارقمؓ نے سنے تو بیتاب ہوکر اپنے چچا کی وساطت سے آنحضرتؐ کو خبر کی۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی سے پوچھا لیکن وہ چونکہ مرض نفاق میں مبتلا اور حقیقی ایمان سے محروم تھا، اس نے انکار کردیا۔ اور اُس کے ساتھیوں نے بھی، جو اسکی طرح مرض نفاق کے مریض تھے، قسمیں کھا کھا کر اُس کی تصدیق کی۔ آنحضرتؐ نے حکم خداوندی کے مطابق حسن ظنی سے کام لیا۔ لیکن بعد میں وحی الٰہی نے زیدؓ کی بات کی تصدیق کردی۔

☆ حضرت معاذؓ بن جبل نہایت متقی نوجوان تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی بات بیان کی تو حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ سے اس کی تصدیق چاہی۔ آپؐ نے فرمایا: صَدَقَ معاذ، صَدَقَ معاذ، صَدَقَ معاذ۔ اور اس طرح معاذؓ کی راست بیانی کی تصدیق پورے زور کے ساتھ فرمائی۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے قریباً تیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا لیکن تقویٰ و طہارت اور صدق وصفا میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ صحابہ کرام کو ان کی صداقت پر کامل اعتماد تھا۔ حتیٰ کہ وہ کسی تنازعہ کی صورت میں خواہ مدعی ہوتے یا مدعا علیہ، صرف ان کے بیان کو ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔

☆ دین کے معاملہ میں صحابہ کرام نازک دنیوی تعلقات کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرتے تھے اور تمام عواقب سے بے نیاز ہوکر سچی بات کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ قدامہ بن مظعون سے ایک مرتبہ ایسی لغزش سرزد ہوئی جس کی حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو آپؓ نے قدامہ کے لئے شرعی سزا تجویز کی۔ جس کی شہادت پر اُسے یہ سزا ہوئی، وہ خود مظعون کی بیوی تھی۔

ایسے واقعات معدودے چند ہیں جن میں کسی صحابی کا کسی نہ کسی وجہ سے لغزش کھا جانا ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ وہ لوگ پاکبازی اور تقویٰ کے اس قدر بلند مقام پر فائز تھے کہ ان سے ایسے افعال کے صدور کا امکان نہ تھا اور صحابہ کرام نے دینی احکام کی اس قدر شدت کے ساتھ پابندی کی کہ کسی اور قوم کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

☆ عرب میں آنحضور ﷺ کی ذات ہی الصادق اور الامین کی مشارالیہ سمجھی جاتی تھی۔ آپؐ کی یہ خوبی ایسی تھی کہ غیرمسلموں پر بھی اس کا خاص اثر ہے۔ چنانچہ مسز اینی بیسنٹ جو ہندوستان میں تھیوسافیکل سوسائٹی کی پیشوا اور بڑی مشہور یورپین لیڈی ہیں، لکھتی ہیں کہ ''پیغمبر اعظم ﷺ کی جس بات نے میرے دل میں ان کی عظمت و بزرگی قائم کی ہے۔ وہ ان کی وہ صفت ہے جس نے ان کے ہم وطنوں سے الامین کا خطاب دلوایا۔ کوئی صفت اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتی اور کوئی بات اس سے زیادہ مسلم اور غیرمسلم دونوں کے لئے قابل اتباع نہیں۔ ایک ذات جو مجسم صدق ہو، اس کے اشرف ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ ایسا ہی شخص اس قابل ہے کہ پیغام حق کا حامل ہو''۔

آنحضرت ﷺ کے فیض صحبت نے جہاں صحابہ کرام میں اور بیشمار خوبیاں پیدا کردی تھیں۔ وہاں **دیانت و امانت** میں بھی ان لوگوں کا پایہ بہت بلند کردیا تھا۔ چنانچہ سخت ابتلاء کے موقع پر بھی ان کے پائے دیانت نے کبھی لغزش نہیں کھائی۔

☆ ایک مرتبہ رومیوں کے ساتھ جنگ میں ایک نوجوان مجاہد کو اشرفیوں سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا۔ وہ اُسے اپنے پاس رکھنے کی بجائے سالار جیش کی خدمت میں لے آئے جنہوں نے اسے مسلمانوں میں بحصہ رسدی بانٹ دیا۔ لیکن اس دیانت داری کا ان پر ایسا اثر تھا کہ کہا اگر اسلام کا یہ حکم نہ ہوتا کہ خمس سے پہلے کسی کو عطیہ نہیں دیا جاسکتا تو میں یہ اشرفیاں تمہیں دیدیتا، لیکن اب صرف یہ کرسکتا ہوں کہ اپنا حصہ تمہارے حوالہ کردوں، سو یہ حاضر ہے۔ لیکن نوجوان مجاہد نے بے نیازی سے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

☆ حضرت ابی بن کعب کو ایک مرتبہ ایک تھیلی کہیں سے ملی جس میں سو اشرفیاں تھیں۔ آپؓ تھیلی لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ ایک سال تک مالک کی جستجو میں اعلان کرتے رہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ایک سال کے بعد پھر آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ مالک نہیں ملا۔ حضورؐ کے ارشاد پر پھر مزید ایک سال تک اعلان کرواتے رہے لیکن کوئی دعویدار نہ ملا۔ تیسرے سال پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے پاس رکھو، اگر مالک مل گیا تو خیر ورنہ خرچ کرلو۔

☆ ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی کو کسی کا توشہ دان ملا جسے وہ حضرت عمرؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایک سال تک اعلان کرو۔ اعلان کے باوجود مالک نہ ملا تو حضرت عمرؓ نے آپؓ سے فرمایا کہ اب یہ تمہارا ہے۔ مگر آپؓ نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے توشہ دان بیت المال میں داخل کردیا۔

☆ حضرت مقدادؓ کسی باغ میں گئے تو دیکھا کہ ایک چوہے نے اپنے بل سے اٹھارہ اشرفیاں نکال کر باہر ڈال دی ہیں۔ آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ اشرفیاں لائے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم نے خود تو بل سے نہیں نکالیں؟ بولے نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر خدا تمہیں برکت دے۔

☆ حضرت زبیرؓ کے پاس بوجہ ان کے امین ہونے کے لوگ اپنے مال امانت رکھ جاتے تھے۔ لیکن اس خیال سے کہ کہیں ضائع نہ ہوجائے، آپؓ اسے اپنے اوپر قرض قرار دے لیتے تھے۔ متعدد صحابہ کا مال ان کے پاس امانت رہتا تھا اور وہ اس قدر دیانتداری سے کام لیتے تھے کہ ان لوگوں کے اہل وعیال کے لئے بھی بوقت ضرورت اپنی جیب سے خرچ کردیتے تھے لیکن ان کی امانت نہیں چھیڑتے تھے۔

☆ ایک دفعہ ایک صحابی کی اونٹنی گم ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے صحابی سے کہا کہ اگر کہیں مل جائے تو پکڑ لینا۔ اتفاقاً انہیں اونٹنی مل گئی لیکن اس کا مالک کہیں چلا گیا تھا۔ انہوں نے لمبا عرصہ اونٹنی بحفاظت تمام اپنے ہاں رکھی اور مالک کی تلاش کرتے رہے۔ ایک روز وہ اونٹنی سخت بیمار ہوگئی۔ بیوی نے اسے ذبح کر ڈالنے کا مشورہ دیا۔ اگرچہ گھر میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچی ہوئی تھی لیکن آپ کی امانت نے اسے ذبح کرنا گوارا نہ کیا اور اونٹنی مرگئی۔

☆ ایک صحابی کے پاس کسی کی امانت محفوظ تھی لیکن مالک کہیں چلا گیا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اور ایک سال تک تلاش کرو۔ چنانچہ انہوں نے پوری کوشش کی لیکن وہ نہ ملا۔ سال کے بعد پھر دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: پھر تلاش کرو۔ مزید ایک سال گزرنے پر بھی جب وہ نہ ملا تو آپؐ نے فرمایا کہ اُس کے قبیلہ کا جو آدمی پہلے ملے، اُس کے حوالے کردو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

☆ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ جنگ حنین کے بعد واپس آئے تو مال غنیمت میں ملی ہوئی کپڑے سینے کی ایک سوئی بیوی کے حوالے کی۔ اتنے میں منادی کرنے والے کی آواز آئی کہ جو کچھ مال غنیمت میں سے کسی کے پاس ہے، وہ جمع کرادے۔ چنانچہ آپؓ نے فوراً سوئی بیوی سے لے لی اور جاکر جمع کرادی۔

☆ فتح خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ نے وہاں کی زمینیں مقامی مزارعین کو بٹائی پر دیدی تھیں۔ جب فصل پک کر تیار ہوئی تو آپؐ نے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ کو پیداوار کا حصہ لینے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے جاکر پیداوار کے دو حصے کردیئے اور مزارعین سے کہا کہ ایک حصہ جو تمہیں پسند ہو، تم لے لو۔ لیکن یہود اس سے زیادہ لینے کے خواہش مند تھے۔ انہوں نے اپنی عورتوں کے زیورات بطور رشوت حضرت عبداللہؓ کو دینا چاہے تا ان کے ساتھ رعایت کردیں۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ اے یہود! تم میرے نزدیک مبغوض ترین مخلوق ہو۔ لیکن یہ بغض مجھے تمہارے ساتھ کسی ناانصافی پر آمادہ نہیں کرسکتا۔ باقی رہا رشوت کا سوال تو یہ مال حرام ہے اور مجھ سے یہ امید نہ رکھو کہ میں یہ کھانے کے لئے تیار ہوں گا۔

☆ حضرت ابوبکرؓ بھی قبول اسلام کے وقت نوجوان تھے۔ اسلام سے قبل آپ بہت بڑے تاجر تھے اور آپ کی دیانت و امانت مسلّمہ تھی۔ قریش میں بہت عزت کے مالک تھے۔ ایام جاہلت میں بھی خون بہا کی رقوم آپ کے پاس جمع ہوتی تھیں۔ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی رقم جمع ہوتی تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

☆ مجاہدین اسلام نے جب ایرانیوں کے نہاوند کے آتش کدہ کو ٹھنڈا کیا تو ایک پجاری نے ایک صندوقچہ لاکر حضرت حذیفہ بن الیمان کے سپرد کیا جو بیش قیمت جواہرات سے بھرا ہوا تھا اور جو اس کے پاس شاہی امانت کے طور پر تھا۔ یہ کوئی مال غنیمت نہ تھا بلکہ پرائیویٹ طور پر حاصل شدہ چیز تھی لیکن انہوں نے یہ سب کا سب قومی خزانہ میں داخل کردیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
6th April 2007 – 12th April 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 6th April 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:0	MTA Variety: An Urdu seminar
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 410, Recorded on 03/06/1998.
02:40	Seerat-un-Nabi (saw)
03:30	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Offenbach, Germany.
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 172, Recorded on 31st December 1996.
05:15	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's class with Huzoor. Recorded on 3rd February 2007.
08:00	Le Francais C'est Facile: programme no. 99
08:25	Siraiki Service
09:10	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 45 recorded on 21st July 1995.
10:10	Indonesian Service
11:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:10	Tilaawat & MTA News review
14:10	Dars-e-Hadith
14:30	Bangla Shomprochar: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:00	Interview: An interview with General Mehmood Hussain.
18:05	Le Francais C'est Facile: programme no. 99 [R]
18:30	Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 02/03/07.
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:15	MTA Travel: A journey to the Niagara Falls.
22:50	Urdu Mulaqa'at: Session 45 [R]

Saturday 7th April 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 99.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 411, Recorded on 04/06/1998.
02:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th April 2007.
03:35	Interview: an interview with Lieutenant Mehmood Hussain.
04:45	Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Session no. 45. Recorded on 21st July 1995.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 4th February 2007.
07:55	Seerat Sahaba Masih-e-Maud (as)
08:30	Friday Sermon [R]
09:30	Quran Quiz
09:55	Indonesian Service
11:00	French Service
12:00	Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 4th February 2007.
15:55	Poem Recital competition
17:00	Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 16/02/1997. Part 2.
17:50	MTA Variety: a programme about taking care of your garden.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
22:05	Seerat Sahaba Masih-e-Maud (as) [R]
22:35	Quran Quiz
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 8th April 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
00:55	Qur'an Quiz
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 412, recorded on 09/06/1998.
02:30	Kidz Matter
03:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th April 2007.
04:05	Poem Recital competition
04:50	MTA Variety: Taking care of your garden
05:25	Seerat Sahaba Masih-e-Maud (as)
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 24th March 2007.
08:10	Huzoor's tour of Germany: a programme documenting Huzoor's visit to Germany.
09:30	Kidz Matter: kids discussion programme.
10:10	Indonesian Service
11:05	Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 26th January 2007.
12:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55	Bangla Schomprochar
13:50	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th April 2007.
14:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 25th March 2007.
16:05	Huzoor's Tours [R]
17:25	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
18:30	Arabic Service
19:30	Kidz Matter [R]
20:15	MTA International News Review [R]
20:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:05	Huzoor's Tours [R]
23:25	Ilmi Khutbaat

Monday 9th April 2007

00:25	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30	Learning Arabic: lesson no. 26
01:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 413, Recorded on 10/06/1998.
03:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 6th April 2007.
04:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
05:05	Ilmi Khutbaat
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 11th February 2007.
08:30	Le Francais C'est Facile: programme no. 48
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 13, Recorded on 1st December 1997.
10:10	Indonesian Service
11:20	Aa'ina: a discussion programme based on allegations made against Islam.
11:55	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00	Bangla Schomprochar
14:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 05/05/2006.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:10	Medical Matters
17:00	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 414, Recorded on 11/06/1998.
20:35	MTA International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:40	Spotlight: an Urdu speech
23:15	Friday Sermon: recorded on 05/05/2006 [R]

Tuesday 10th April 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25	Learning French: Lesson no. 42
01:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 414, Recorded on 11/06/1998.
02:55	Friday Sermon: recorded on 05/05/2006.
03:45	Spotlight
04:30	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 13, recorded on 1st December 1997.
05:25	Aaina
06:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 17th February 2007.
07:55	Learning Arabic: Programme no. 26
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996. Part 1.
09:20	MTA Variety: an Urdu discussion
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Jalsa Salana Qadian 2004: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 26th December 2004.
15:05	Learning Arabic: Programme no. 26 [R]
15:30	Discussion
16:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
17:30	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00	Discussion [R]
22:45	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 11th April 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05	Learning Arabic: Programme no. 26
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 415. Recorded on: 16/06/1995.
02:35	Jalsa Salana Canada 2006
03:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996. Part 1.
04:30	MTA Variety: Discussion [R]
05:15	Documentary: Noor-ul-Ain
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 18th February 2007.
08:10	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:45	MTA Variety: Home and Gardens
09:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996. Part 2.
10:10	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Ilmi Khitabaat
15:05	Jalsa Speeches: speech delivered by Saeed Ahmad Malik on 27th July 1996.
15:35	Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:35	MTA Variety [R]
17:05	Question and Answer Session [R]
18:00	Lajna Magazine
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 416, recorded on 17/06/1998.
20:35	MTA International News Review
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15	Jalsa Speeches [R]
22:45	Hamaari Kaaenat
23:05	Ilmi Khitabaat

Thursday 12th April 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Lajna Magazine
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 416, recorded on 17/06/1998.
02:40	The Philosophy of the Teachings of Islam
03:05	Hamari Kaa'enaat
03:35	Ilmi Khitabaat
04:55	Australian Documentary
05:30	Jalsa Speeches
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 24th February 2007.
08:15	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 18. Recorded on 22/05/1994.
09:10	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Germany.
10:30	Indonesian Service
11:30	Al Maa'idah
11:45	Dars-e-Hadith
12:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05	Bengali Service
14:10	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 173, recorded on 6th January 1997.
15:10	Huzoor's Tours [R]
16:30	English Mulaqa'at [R]
17:35	Poem Recital competition
18:30	Arabic Service
20:30	MTA News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class, Session: 173 [R]
22:10	Seerat-un-Nabi (saw)
22:45	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday March 30, 2007 | Issue No. 13

حاصل مطالعه

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

بنی نوع انسان کی فطری معصومیت کے خلاف دہشتناک بم

شہ لولاک خاتم المجاہدین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جناب الٰہی کی طرف سے وحی ہوئی کہ زندہ وہی نظریہ ہے جو حجت و برہان کی رو سے بھی ثابت شدہ حقیقت ہے۔(وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (الانفال:43) اسی معیار کے پیش نظر آنحضورؐ نے ایک بار اس پُرحکمت خیال کا اظہار فرمایا کہ اگر مَیں صلیبی فتنہ کے ظہور تک زندہ رہا تو اس کا مقابلہ دلائل سے کروں گا۔(فَاَنَا حَجِيْجُهٗ)

(ابن ماجه ـ ترمذی کتاب الفتن)

یہی وجہ ہے کہ آپ کے بروز کامل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور آپ کے مقدس خلفاء اور عشاق رسول عربی یعنی جماعت احمدیہ کے اکابر و اصاغر خاتم المجاہدین کی اسی وصیت کے مطابق ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے مغربی دانشوروں کے نظریہ کفارہ کے خلاف زور شور سے قلمی و لسانی جنگ میں مصروف عمل ہیں۔ جس کی اہمیت گردش لیل و نہار کے ساتھ ساتھ میں روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

اکیسویں صدی کی اس اہم ترین ضرورت کے پیش نظر صحبت امروز میں امام ہمام سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانۂ خلافت سے قبل کی معرکہ آراء تقریر ''کیا نجات کفارہ پر موقوف ہے؟'' کے چند بیش قیمت اقتباسات طالبان حق کے اضافہ معلومات کے لئے سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں۔

یہ تقریر آپ نے 35 سال کی عمر میں 1963ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے مقدس سٹیج سے کی جس سے دانشوران مغرب کے فلسفہ کفارہ کا سارا طلسم پاش پاش ہوگیا۔ نیز یہ حقیقت آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہوگئی کہ یہ ملعون خیال بنی نوع انسان کی پیدائشی اور فطری معصومیت کے خلاف دہشتناک بم ہے اور یہ ادّعا کرنا فراڈ اعظم ہے کہ حضرت آدم کی لغزش کو خدا نے معاف نہیں کیا نیز یہ کہ اس کا کوئی ''گناہ'' سب مخلوق میں قیامت تک ورثۃً منتقل ہوتا رہے گا اور اس سے نجات کے لئے معاذاللہ جابر، ظالم اور سفاک خدا نے اپنے پاک، بے قصور اور معصوم بیٹے کو نہایت سنگدلی سے پھانسی پر لٹکا دیا۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کی نئی نسلیں اپنے باپ دادا سے اسی لئے متنفر ہو رہی ہیں کہ جن لوگوں کا ''باپ خدا'' اپنے بیٹے کا جلاّد ہے وہ ہمیں کہاں چھوڑیں گے۔

اس مختصر تمہید کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبان مبارک سے نظریہ کفارہ کی اصل حقیقت سنئے۔

فسانۂ کفّارہ

''عیسائی نظریہ کفارہ کو عام فہم رنگ میں عوام الناس کو سمجھانے کے لئے اسے ایک تصویری زبان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ میرے ذہن میں جو تصویر ابھرتی ہے وہ کچھ اس قسم کی ہے کہ کروڑوں کروڑ انسان گناہوں کی قیود میں بندھے پڑے ہوں اور ہاتھ پاؤں ہلانے کی سکت نہ ہو۔ ان بیچاروں کی تو مشکیں کسی ہوئی ہوں اور شیطان کو سانڈھ کی طرح آزاد چھوڑا گیا ہو کہ ان بندھے ہوئے انسان کو خوب دل کھول کر آزار دے۔ اس مصیبت سے نکلنے کی انہیں کوئی راہ نظر نہ آئے۔ اتنے میں ایک طرف سے اچانک نجات نجات کی خوش کن آوازیں آنے لگیں اور سب قیدیوں کی نظریں اس امید سے اس طرف اٹھیں کہ شاید کوئی قوی ہیکل انسان انہیں شیطان لعین کے چنگل سے رہائی دلانے کے لئے آیا ہے۔ لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہے جب اس کی بجائے ایک کمزور، نحیف، لاغر شخص ان کی طرف آتا دکھائی دے۔ وہ آتے ہی اس جابر شیطان سے یوں مخاطب ہو کہ اگرچہ مَیں ربّ العالمین ہوں (نعوذ باللہ من ذلک) اور قادر مطلق بھی ہوں مگر مَیں زبردستی ان لوگوں کو تم سے چھڑا کر فاؤل (Foul) نہیں کھیلنا چاہتا۔ جب تم نے جائز طور پر انہیں پچھاڑ گرایا تو پھر میرا زبردستی ان کو آزاد کرانا انصاف اور کھیل کے اصولوں کے منافی ہے اس لئے مَیں یہ پیشکش کرتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے ان سب کو باندھ کر پیٹنے کی بجائے تین دن کے لئے نعوذ باللہ مجھے باندھ کر پیٹ لو اور ان سب کو آزاد کردو۔ اس پر اگر وہ احمق شیطان ان سب کو آزاد کر دے اور ان کے بدلہ میں اس مُنجّی کو تین دن کے لئے باندھ لے تو یہ بعینہٖ کفارہ کی کہانی بن جائے گی''۔

بائبل کا آدم موجودہ اقوام عالم کا باپ نہیں

''اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس سے زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آدم کی اولاد گناہگار ہوئی جس آدم نے وہ مبینہ گناہ کیا تھا۔ لیکن اس امر کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی آدم کی اولاد ہیں اور جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک یہ نظریہ کسی عالمی کفارہ کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ اگر مشرق اور مغرب کی مختلف اقوام اور کالوں اور گوروں کے مختلف آدم ہو سکتے تو جہاں تک کفارہ کی ضرورت اور ابن اللہ کے انسانی جسم اختیار کرنے کا سوال ہے یہ نظریہ مہمل ہو کر رہ جاتا ہے۔ دلیل تو اس طرح پر قائم کی گئی ہے کہ چونکہ بنی نوع انسان وراثتی گناہ کی وجہ سے لازماً گناہگار ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی معصوم پیدا نہیں ہوسکتا جو دوسرے گناہگاروں کا بوجھ اٹھا سکے اس لئے ضرورت تھی کہ ابن اللہ آسمان سے نازل ہو کر انسانی جسم اختیار کرتا اور ہمارے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر خدا کے عدل کی پیاس بجھاتا۔ لیکن اس صورت میں کہ بنی نوع انسان تمام کے تمام اس ایک آدم کی اولاد ثابت نہ ہوں ان سب کا گنہگار ہونا بھی قطعاً ثابت نہیں ہوسکتا ہے اور ضرورت ہی باقی نہیں رہتی کہ ہم کسی معصوم قربانی کی تلاش میں آسمان کی طرف نگاہ لگائے بیٹھے رہیں......۔

......ایک ہی آدم کی اولاد ہیں تو سوال یہ پیدا ہوگا کہ کیا وہ آدم وہی تھا جس کے متعلق بائبل میں آتا ہے کہ اس نے گناہ کیا؟ یہ ایک اور سوال ہے۔ ادنیٰ سے غور سے بھی یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ محض چھ ہزار سال کی قلیل مدت میں حضرت آدم ہم سے چھ ہزار سال پہلے گزرے ہیں۔ پس چھ ہزار سال کی قلیل مدت میں یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک آدم کی اولاد ایک دوسرے سے اتنی بنیادی طور پر مختلف ہو گئی ہو۔ ہزارہا سال کی انسانی تاریخ جو محفوظ ہے اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ چینی آج سے ہزاروں سال پہلے بھی یہی نقوش رکھتے تھے اور انگریزوں یا دوسری یورپین اقوام یا حبشیوں یا عربوں سے ان کی کوئی بھی مشابہت نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ چینیوں پر ہی موقوف نہیں دنیا کی کسی قوم کی تاریخ کو بھی اٹھا کر دیکھ لیجئے نقوش کی کسی تدریجی تبدیلی کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ مزید برآں اس صدی کے سائنس کے انکشافات نے تو قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسان کا وجود آدمؑ کے وجود سے ہزاروں سال پہلے سے موجود ہے اور اس طرح انسانوں کا مختلف برّ ہائے اعظموں پر پھیلاؤ بھی حضرت آدمؑ کے وجود سے ہزاروں سال قبل ہو چکا تھا۔

پس ان قطعی شواہد کی روشنی میں لازماً ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بائبل کا بیان کردہ آدم اور تھا اور ہمارا باپ جدّ امجد جو واحد آدمی تھا وہ کوئی اور تھا۔ ہم سب کا مشترکہ باپ حضرت آدمؑ سے ہزارہا سال پہلے کسی نامعلوم خطّہ ارض میں پیدا ہوا تھا۔ پس اس پہلو سے بھی آدم کے فعل کی وجہ سے تمام بنی نوع انسان کا گنہگار ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا''۔

پولوس کا دجّالانہ عقیدہ

''یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ضرورت کفارہ کو ثابت کرنے کے لئے خدا کے عدل کو پیش کیا جاتا ہے اور دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ چونکہ وہ عادل ہے اس لئے اسے بہرحال گناہوں کی سزا دینی تھی اور معافی کا اس کے بغیر کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن وراثتاً گناہ کا تصور اور اس کی غیر محدود سزا کا آدم کی نسلوں میں جاری ہو جانا خدا کے عدل کو سرے سے باطل کر دیتا ہے۔ اس موقع پر وہ لطیفہ یاد آجاتا ہے کہ ایک بے وقوف اسی شاخ کو کاٹ رہا تھا جس پر وہ خود بیٹھا ہوا تھا۔ پس عیسائیت بھی جس عدل کی شاخ پر بیٹھی ہوئی ہے، نجات کا انتظار کر رہی ہے، خود اپنے ہی ہاتھوں اسی شاخ کو کاٹ رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے پولوس (Saint Paul) نے تمام نسل انسانی کو گنہگار ثابت کرنے کی خاطر اس نظریہ کا سہارا لیا ہے کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موت گناہ کا پھل ہے تو چونکہ موت کی دستبرد سے کوئی انسان محفوظ نہیں ہر انسان کو لازماً گناہگار تسلیم کرنا پڑے گا''۔

متناقض دعووں کا حیرت انگیز شاہکار

نظریہ کفارہ کی دوسری کڑی یہ ہے کہ چونکہ خدا عادل ہے اس لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ بغیر سزا کے کسی مجرم کے گناہ معاف کر دے۔ اس میں بھی دو بے بنیاد دعوے کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا ان معنوں میں عادل ہے جن معنوں میں ایک قوانین ملکی کا پابند منصف یا جج عادل ہوا کرتا ہے۔ دوئم یہ کہ ایک منصف کو یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ کسی جرم کے گناہ کو بخش دے خواہ گناہ کیسے ہی حالات میں کیوں نہ کیا گیا ہو۔ عیسائیت جس صفت عدل کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتی ہے وہ بھی ایک لایعنی اور لغو صفت ہے اور خدا تعالیٰ کی مقدس ذات کو داغدار کرنے والی ہے۔ بڑا ہی منحوس ہے ایک ایسے بے اختیار عادل کا تصور جو معاف کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور بڑا ہی عجیب ہے یہ دعویٰ کہ خدا تعالیٰ ایک ایسا ہی بے اختیار عادل ہے۔ پھر حیرت ہے کہ عیسائیت اپنے متبعین سے تو یہ توقع رکھتی ہے کہ اگر ان کے ایک گال پر طمانچہ مارا جائے تو وہ نہ صرف معاف کر دیں بلکہ دوسرا گال بھی اس مارنے والے کے سامنے پیش کر دیں لیکن اس صورت میں بھی ان کی صفت عدل قطعاً متأثر نہیں ہوتی لیکن ان کے خدا کا عدل ایسا نازک ہے کہ خفیف سے خفیف بخشش کے پھولوں کی مار سے بھی چکنا چور ہو جاتا ہے............۔

عیسائی نظریۂ کفارہ متناقض دعووں کا ایک حیرت انگیز شاہکار ہے۔ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کو عادل اس لئے تسلیم کرواتا ہے کہ اگر عادل نہ مانا جائے تو ظالم ماننا پڑے گا اور دوسری طرف اس بیہودگی پر بھی مصر ہے کہ چونکہ وہ عادل ہے اس لئے وہ بخش نہیں سکتا۔ دوسرے لفظوں میں اس دعویٰ کے یہ معنی بنیں گے کہ چونکہ خدا تعالیٰ ظالم نہیں ہے اس لئے معاف نہیں کرسکتا۔ یہ بالکل اُسی قسم کا دعویٰ ہے جیسے کوئی کہے کہ چونکہ فلاں شخص جھوٹ نہیں بولتا اس لئے کذّاب ہے۔ چونکہ فلاں شخص کی نظر تیز ہے اس لئے اندھا ہے۔ چونکہ فلاں شخص کالا ہے اس لئے گورا ہے اور چونکہ فلاں شخص گورا ہے اس لئے وہ کالا ہے۔

............ایک طُرفہ تماشا ہے کہ عیسائی عدل کی رو سے خدا تعالیٰ صرف ظالم ہی نہیں بلکہ نادان اور بے سمجھ بھی ٹھہرتا ہے جسے نہ تو سزا کی حکمتوں کا کوئی علم ہے اور نہ گناہ کی ماہیت سے کوئی واقفیت کیونکہ وہ ظالم نہیں ہے اس لئے بخش نہیں سکتا کیونکہ وہ عادل ہے اس لئے ضرور ہے کہ ایک گناہ کی سزا دوسرے کو دے دے اور اس قدر بڑھا چڑھا کر دے کہ ایک آدم کی ایک لمحہ کی لغزش کی سزا

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں